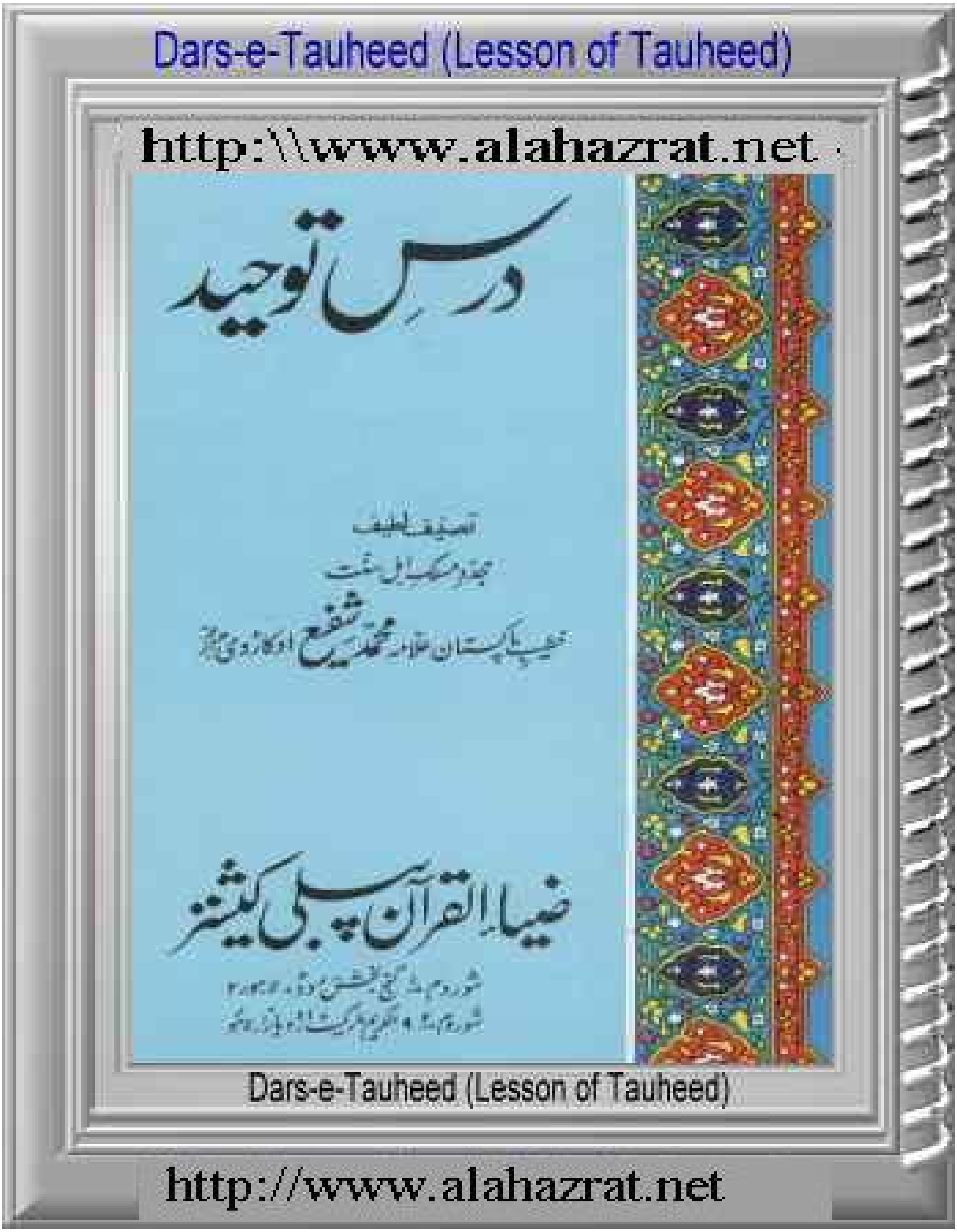


Page 1 of 43

Book: Dars-e-Touheed

Part 1 of 1

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

دیباچہ

میں خطیبِ ربانی الحاج مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کے یہاں کیوں پہنچا، کس طرح پہنچا، کب پہنچا؟ اس اجمال کی تفصیل قارئین کے لیے مفید نہیں۔ ہاں اگر یہ عرض کر دوں کہ مولانا کے یہاں پہنچ کر گزری کیا؟ تو شاید کچھ مفید پہلو قارئین کے سامنے آجائیں۔ بہر کیف مولانا موصوف کے یہاں میں اوّلاً جس چیز سے دوچار ہوا وہ ایک مختصر سی کتاب "درسِ توحید" تھی۔ جوں ہی ورق لوٹا تو ایک دستی خط بھی ہمرشتہ کتاب ملا۔ پہلے خط ملاحظہ فرمایئے بعدہٗ میں کچھ عرض کروں گا۔

فخرِ اہلِ سنت وجماعت خطیب الحاج مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد سلام دعا کے عرض ہے کہ ایک کتاب بنام درسِ توحید" مسلکِ دیوبند اہلِ سنت وجماعت حنفی ارسالِ خدمت ہے۔ اس میں مسلکِ بریلوی کے تقریباً تمام عقائدِ کفریہ شرکیہ و باطلہ کا جنازہ نکال دیا ہے۔ یہ دین چور فرقہ کے لیے ایٹم بم ہے۔ آپ اپنے کو خطیب و مفتی وغیرہ کہلاتے ہیں تو آپ کا فرض ہے کہ اس کے ہر ہر صفحہ کا جواب دیں

خادمِ توحید وسنت

محمد رمضان میمن معرفت مکتبہ فروغ ادب کراچی

صاحبِ مکتوب کے مافی الضمیر پر تو کسی تنقید وتبصرہ کی ضرورت ہی نہیں اس لئے کہ "آ بیل مجھے مار" کے مصداق بالکل واضح ہے۔ البتہ اصل کتابچے سے دو ایک تراشے نقل کر دینا لازمی ہیں تاکہ مولفِ درسِ توحید علامہ سراج الدین صاحب کی علمی قابلیت بھی نمایاں ہوجائے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

Dars-e-Tauheed (Lesson of Tauheed)

"اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور میں نفع و نقصان کی قدرت از خود یا خدا کی بخشی ہوئی جاننا اور ماننا شرک ہے"

"خود سید الانبیاء کو نفع و نقصان پہنچانے کی قدرت نہ تو خود بخود اور نہ خدا کی بخشی ہوئی تو پھر کسی اور نبی، ولی، پیر، شہید، غوث و قطب کو کیا اختیار جو کسی کی مشکل میں حاجت روائی کر سکیں"

"امام عالی مقام میں اگر خود کوئی قوت ہوتی تو دشمن کے مقابلہ میں کیوں دبتے۔ کیوں عاجز ہوتے؟"

یہ ہے درسِ توحید یا یوں سمجھئے کہ سراج الدین صاحب مؤلف درسِ توحید کے عالمانہ فکر و خیال کا شاہکار۔ اب قابلِ غور اصل مسئلہ یہ ہے کہ سراج صاحب پر طفلانہ کیفیات وارد ہوئیں تو بلا سے مگر اس "بازیچۂ اطفال" میں مولوی احتشام الحق تھانوی کے دوش بدوش جناب محمد متین خطیب دارالعلوم کراچی تصدیقی حیثیت سے مصروفِ نمائش کیوں نظر آتے ہیں؟ غالباً تمہارے عالم ہی تمہیں گمراہ کریں گے" ارشادِ نبوی کے اس مظاہرہ کا وقت آگیا ورنہ درسِ توحید جیسی دل سوز و دل آزار کتاب کی تدوین و اشاعت اور تعارف میں احتشام الحق تھانوی و متین صاحب جیسے ذی ہوش انسان پیش پیش ہوں۔ استغفر اللہ!

بات آگئی ہے تو یہ بھی کہہ دوں کہ آج سے غالباً ایک سال پیشتر ایک اور چھوٹا سا مطبوعہ کتابچہ میری نظر سے گزرا تھا۔ جس میں احتشام الحق صاحب تھانوی نے "سنیما دیکھنا جائز ہے" کی تصدیق فرمائی تھی۔ گستاخی معاف! کیا ایسی باتوں سے مولوی احتشام الحق صاحب امارت پسند حضرات اور عوام کی نگاہ میں عزت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ نہیں! تو پھر میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس قسم کی غیر عالمانہ باتوں سے ان کا منشا ہے کیا؟ وہ یہ سوچنے کی زحمت کیوں نہیں فرماتے کہ خدا اور اس کے رسول کو بھی ایک دن منہ دکھانا ہے انہیں یہ خیال کیوں نہیں آتا کہ دنیا سے آگے بھی کوئی مقام ہے جہاں صرف ایمان ہی کام آئے گا۔ انہیں یہ احساس کیوں نہیں ہوتا کہ میں ایک عالم ہوں اور عالم نبی کا وارث ہوتا ہے۔

میں عام طور پر علماء میں جو گمراہی دیکھ رہا ہوں اور غالباً یہ اس لئے ہے کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم

نے فرمایا:-

"دُنیا بغیر مکر کے ہاتھ نہیں آتی"

یہ ہے میرا وہ تاثر جو "درسِ توحید" کے مطالعے سے اُبھر آیا اور میں نے مجبور ہو کر الحاج خطیبِ بتانی مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی کو اس کے لیے آمادہ کیا کہ آپ درسِ توحید کا مفصّل جواب ضرور لکھیے۔

شکرگزار ہوں کہ مولانا موصوف نے میری گزارش قبول فرمائی، جواب قارئین کے رُوبرو ہے۔

حکیم انجم فوقی بدایونی
جی / ۵۴۴، کورنگی، کراچی
۲۵، ستمبر ۱۹۶۲ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم
وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

درسِ توحید مولانا علامہ سراج الدین صاحب جودھپوری ایک کتابچہ ہے جو چند بار اُردو اور چند بار گجراتی زبان میں طبع ہو کر مفت تقسیم ہُوا۔ اور ہو رہا ہے۔ اس کتابچے پر احتشام الحق صاحب تھانوی اور محمد متین صاحب خطیب کے تصدیقی و تائیدی دستخط ہیں۔ سخت تعجب ہے کہ ان حضرات نے اس کی تصدیق و تائید کیسے فرما دی۔ حالانکہ اس میں عدل و انصاف کا جس طرح خون کیا گیا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔

احباب کے پُر زور اصرار پر چند سطور ہدیۂ قارئین ہیں اور لُطف یہ کہ ان سطور میں آج کل کے اس دیوبندی مسلک کا جواب خود علمائے دیوبند کی معتبر کُتب ہی سے دیا گیا ہے۔ قارئین کرام خصوصاً احتشام الحق صاحب تھانوی اور متین خطیب صاحب و دیگر دیوبندی مسلک رکھنے والے حضرات کی خدمت میں ادب سے التماس ہے کہ اگر شرک و کفر وہی ہے جس کو "درسِ توحید" میں شرک کفر قرار دیا گیا ہے تو ان اکابر علمائے دیوبند کے متعلق کیا خیال ہے جن کی عبارات آگے آ رہی ہیں، یہ مشرک تھے یا مُسلمان ؟

درسِ توحید کی عبارات کا خلاصہ

۱ : اللہ تعالیٰ کے سوا خواہ وُہ نبی ہو یا ولی، جن ہو یا فرشتہ کسی اور میں نفع و نقصان، بھلائی و بُرائی پہنچانے کی قدرت از خود یا خدا کی بخشی ہُوئی جاننا اور ماننا شرک ہے۔ (درسِ توحید صفحہ ۱۶)

۲ : اگر کوئی یہ سمجھے کہ نبی، ولی، پیر، شہید، غوث قطب کو بھی عالم میں تصرف کرنے کی قدرت از خود ہے یا اللہ پاک نے ایسی قدرت ان کو بخشی ہے وہ شخص از روئے کتاب اللہ و حدیث رسُول اللہ مشرک ہو جاتا ہے۔ (درسِ توحید صفحہ ۷)

Dars-e-Tauheed (Lesson of Tauheed)

مقامِ حیرت ہے کہ کسی میں نفع و نقصان اور بھلائی و بُرائی پہنچانے کی قدرت و طاقت خدا کی بخشی ہوئی جاننا اور ماننا کیسے شرک ہو گیا؟ معلوم ہوتا ہے کہ درس توحید کے مؤلف اور مصدق شرک کی تعریف ہی نہیں جانتے۔ اگر جانتے ہیں تو ان کی خدمت میں نہایت ادب سے التماس ہے کہ وہ اتنا بتا دیں کہ اللہ کی قدرت ذاتی ہے یا کسی کی بخشی ہوئی؟ اگر بخشی ہوئی ہے (معاذ اللہ) تو کس نے بخشی ہے؟ اور اگر ذاتی ہے تو انبیا و اولیاء جنوں اور فرشتوں کے لیے اللہ کی بخشی ہوئی قدرت ماننا کیسے شرک ہو گیا؟ ؎

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد — جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

معمولی عقل و ہوش رکھنے والا مسلمان بھی اس حقیقت کو جانتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انبیاء، اولیا، فرشتوں، جنوں اور انسانوں کو علی قدر المراتب اختیارات اور قدرتیں بخشی ہیں۔ کون انکار کرسکتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء ذوی الاحترام رحمہم اللہ نے مُردوں کو زندہ اور بیماروں کو اچھا کیا اور لاکھوں انسانوں کو ظلمت و گمراہی سے نکالا اور پھر اس کا بھی کون انکار کرسکتا ہے کہ ملک الموت علیہ السلام تمام ذی روحوں کی جان نکالتا ہے اور دوسرے ملائکہ عالم کی تدبیر و انتظام پر مامور ہیں۔ کوئی پانی برساتا ہے، کوئی ہوائیں چلاتا ہے اور کون مسلمان انکار کرسکتا ہے کہ وہ جن ہی تھا جس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس اتنی دور سے اتنا بڑا تخت لانے کو کہا تھا اور پھر ایک مردِ کامل اس تخت کو چشم زدن میں لے آیا تھا اور کون انکار کرسکتا ہے کہ انسان کو قدرت و اختیار حاصل ہے اور وہ اسی قدرت و اختیار سے بھلائی و بُرائی کرتا اور دوسروں کو نفع و نقصان پہنچاتا ہے اور اسی قدرت و اختیار کی بنا پر اس کو جزا و سزا ملتی ہے ورنہ بے اختیار کو جزا و سزا کیسی؟ لیکن درس توحید کے مؤلف و مصدق حضرات کے نزدیک یہ شرک ہے۔ کم از کم ان کو اپنے اکابر کی عبارات پر تو نظر رکھنی چاہیئے۔ ملاحظہ ہو۔

علامہ انور شاہ صاحب کشمیری سابق صدر مدرس دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایک ٹکڑ غضب میں اتنی قوت و طاقت ہے۔

لا ندقت السموات السبع من لطمة — کہ ایک ٹکڑ غضب سے ساتوں آسمانوں کو چُورا

غضبیہ۔ چپراگر دیں (فیض الباری جلد دوم صفحہ ۴۷۶)

جناب محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں۔
آپ موصوف بوصف نبوّت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصفِ نبوّت بالعرض اوروں کی نبوّت آپ کا فیض ہے۔ پر آپ کی نبوّت کسی کا فیض نہیں۔
(تحذیر الناس صفحہ ۴)

یہی نانوتوی صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں' اور انبیاء رسول اللہ ﷺ سے فیض لے کر امتیوں کو پہنچاتے ہیں (تحذیر الناس صفحہ ۲۹)

اور تیسری جگہ فرماتے ہیں' اور انبیاء میں جو جو کچھ ہے وہ ظل اور عکس محمدی ہے کوئی ذاتی کمال نہیں (تحذیر الناس صفحہ ۲۹)

جناب شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں' محققین کے نزدیک تو انبیائے سابقین اپنے اپنے عہد میں بھی خاتم الانبیاء ﷺ کی روحانیتِ عظمٰی ہی سے مستفیض ہوتے تھے (حاشیہ قرآن زیر آیت ما کان محمد)

مولوی ذوالفقار علی صاحب دیوبندیوں کے مُسلّم عالم فرماتے ہیں' آپ آفتابِ فضل و کمال ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام اس آفتاب کے اقمار و کواکب ہیں پس جیسے قمر بوقت غیبوبتِ شمس استفادہ نور کا شمس سے کر کے شبِ تاریک کو روشن کرتا ہے اسی طرح انبیاء استفادہ فیوضِ ظاہری و باطنی روح پر فتوح آنحضرت سے کر کے قبل ظہور وجود باجود خلق کی رہنمائی کرتے رہے ہیں اور جب خود رونق بخش دنیا ہوئے تو سب چراغ پیش آفتاب ہو گئے۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں' آپ خلائق کو فیض اور نفع پہنچانے میں مثل سمندر ہیں۔

تیسری جگہ فرماتے ہیں' اسی طرح جناب رسالت مآب ہر مستفیض کو اس کے کمالات ظاہر و باطن میں بدرجہ کمال پہنچا دیتے ہیں اور بشر کو ملائکہ سے افضل بنا دیتے ہیں۔
(عطر الوردہ فی شرح البردہ صفحہ ۲۹)

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ جو اکابر علمائے دیوبند کے پیرو

مرشدین فرماتے ہیں فقیر مرتا نہیں ہے۔ ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال کرتا ہے۔ فقیر کی قبر سے وہی فائدہ حاصل ہوگا جو زندگی ظاہری میں میری ذات سے ہوتا تھا (کیونکہ) میں نے (اپنے) حضرت کی قبرِ مقدس سے وہی فائدہ اٹھایا جو حالتِ حیات میں اٹھایا تھا۔ (امداد المشتاق صفحہ ۱۱۳)

دوسری جگہ فرماتے ہیں میرے حضرت کا ایک جولاہا مرید تھا۔ بعد انتقال حضرت کے مزار شریف پر عرض کیا کہ حضرت میں بہت پریشان اور روٹیوں کا محتاج ہوں کچھ دستگیری فرمایئے۔ حکم ہوا کہ تم کو ہمارے مزار سے دو آنے یا آدھ آنہ روز ملا کرے گا۔

ایک مرتبہ میں زیارتِ مزار کو گیا' وہ شخص بھی حاضرِ خدمت تھا۔ اس نے کل کیفیت بیان کرکے کہا کہ مجھے ہر روز وظیفہ مقررہ پائین قبر سے ملا کرتا ہے (امداد المشتاق صفحہ ۱۱۳)

تو آپ کیا فرماتے ہیں "درسِ توحید" کے مؤلف و مصدق علامہ انور شاہ کے بارے میں جو فرما رہے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک مُکّامار کے ساتوں آسمانوں کو چورا چورا کرسکتے ہیں۔

جناب محمد قاسم نانوتوی اور جناب شبیر احمد کے بارے میں جو فرما رہے ہیں کہ تمام انبیائے کرام کی نبوّت آپ کا فیض ہے اور تمام انبیاء آپ سے فیض لے کر امتیوں کو فیض پہنچاتے ہیں۔

اور جناب ذوالفقار علی صاحب کے بارے میں جو فرما رہے ہیں کہ آپ خلائق کو فیض اور نفع پہنچانے میں مثل سمندر ہیں اور آپ فیض پہنچا کر بشر کو ملائکہ سے افضل بنا دیتے ہیں۔

اور حاجی امداد اللہ صاحب کے بارے میں جو فرما رہے ہیں کہ قبروں سے فیض و فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ مشرک ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں اور آپ کے درسِ توحید کے مطابق ضرور ہیں تو آپ لوگ ان کو مسلمان مان کر مشرک ہوئے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

نبی ولی کو پکارنا اور ان سے مدد مانگنا

درسِ توحید میں اس کو بھی شرک قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ نبی کو نبی اور ولی کو ولی سمجھ

کرپکارنا ہرگز شرک نہیں۔ شرک اس وقت ہوگا جب کسی کو معبود سمجھ کر پکارے اور اگر ان
لوگوں کے نزدیک نبی ولی کو معبود سمجھے بغیر پکارنا بھی شرک ہی ہے تو پھر ملاحظہ ہو۔
شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

وَصَلّٰی عَلَیْکَ اللّٰہُ یَا خَیْرَ خَلْقِہٖ وَیَا خَیْرَ مَامُوْلٍ وَّیَا خَیْرَ وَاھِبٖ

اے بہترین کائنات آپ پر اللہ کا درود ہو۔ اور اے بہترین امیدگاہ اور بہترین عطا فرمانے والے

وَمَا خَیْرَ مَنْ یُّرْتَجٰی لِکَشْفِ رَزِیَّۃٍ وَمَنْ جُوْدُہٗ فَاقَ جُوْدَ السَّحَائِبٖ

اے وہ بہتر جس سے سختی و مصیبت کے دفع ہونے کی اُمید کی جاتی ہے اور اے وہ کہ جس کی سخاوت
برسنے والے بادلوں سے بہت زیادہ ہے۔ (اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم صفحہ ۲۲)

اور یہی شاہ ولی اللہ صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ منورہ میں روضۂ اطہر
پر حاضر ہوئے تو

قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفِضْ عَلَیْنَا مِمَّا اَفَاضَ اللّٰہُ عَلَیْکَ جِئْنَاکَ رَاغِبِیْنَ فِیْ خَیْرِکَ وَاَنْتَ رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْنَ فَانْبَسَطَ اِلَیَّ اِنْبِسَاطًا عَظِیْمًا حَتّٰی تَخَیَّلْتُ کَاَنَّ عَطَافَۃَ رِدَائِہٖ لَفَّتْنِیْ وَغَشِیَتْنِیْ ثُمَّ غَطَّنِیْ غَطَّۃً وَتَبَدّٰی لِیْ وَاَظْھَرَ لِیَ الْاَسْرَارَ وَعَرَّفَنِیْ بِنَفْسِہٖ وَاَمَدَّنِیْ اِمْدَادًا عَظِیْمًا اِجْمَالِیًّا وَعَرَّفَنِیْ کَیْفَ اَسْتَمِدُّ بِہٖ فِیْ حَوَائِجِیْ وَکَیْفَ یَرُدُّ ھُوَ اِلٰی مَنْ یُّصَلِّیْ عَلَیْہِ وَکَیْفَ مُنْبَسَطٌ اِلٰی مَنْ اَطْرٰی فِیْ مَدْحِہٖ اَوْ اَلَحَّ عَلَیْہِ

(فیوض الحرمین صفحہ ۲۸)

میں نے عرض کی یا رسول اللہ! اللہ نے جو کچھ آپ کو دیا ہے اس میں سے ہمیں بھی عنایت ہو۔ ہم آپ کی عطا کے شوق میں آئے ہیں اور آپ رحمۃ للعالمین ہیں تو آپ نے میری طرف کمال التفات فرمایا یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ آپ کی عنایت کی اس چادر نے مجھ کو لپیٹ لیا اور ڈھانک لیا اور خوب اچھی طرح چھپا لیا اور مجھ پر اسرار ظاہر فرمائے اور خود مجھ کو پہچنوائے اور میری بڑی امداد فرمائی اور مجھ کو بتایا کہ میں اپنی حاجتوں میں کس طرح آپ سے مدد چاہوں اور کس طرح آپ جواب دیتے ہیں جب آپ پر کوئی درود پڑھے، اور کیسے خوش ہوتے ہیں جب

کوئی آپ کی خوب مدح کرے یا آپ سے
الحاح کرے۔

اور یہی شاہ ولی اللہ صاحب "جواہر خمسہ" شیخ محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اعمال کا ورد وظیفہ کرتے تھے۔ چنانچہ انھوں نے اپنے استاذ علم حدیث مولانا ابوطاہر مدنی و شیخ محمد سعید لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے اعمال کی اجازت حاصل کی (دیکھو الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ صفحہ ۱۳۸) اور اس جواہر خمسہ میں یہ عمل بھی ہے۔

نَادِ عَلِيًّا مَظْهَرَ الْعَجَائِبِ تَجِدْهُ
عَوْنًا لَكَ فِي النَّوَائِبِ كُلُّ هَمٍّ وَغَمٍّ
سَيَنْجَلِي بِوِلَايَتِكَ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ

پکار علی کو جن کی ذات پاک مظہر عجائب ہے
جب تو انھیں پکارے گا انھیں مصائب و
افکار میں اپنا مددگار پائے گا ہر پریشانی و رنج
ابھی دُور ہوتا ہے آپ کی مدد سے یا علی یا علی
یا علی۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

اگر التفات محض بجانب حق ست و اور ایکے از مظاہر عون دانستہ و نظر بکارخانہ اسباب وحکمت او تعالے دراں نمودہ بغیر استعانت ظاہری نماید دور از عرفان نخواہد بود و در شرع نیز جائز و رواست و انبیاء و اولیاء ایں نوع استعانت بغیر کردہ اند و درحقیقت ایں نوع استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت حق ست ز از غیر (تفسیر عزیزی صفحہ ۱۰)

اگر التفات خاص حق تعالےٰ کی طرف ہو اور بندہ مقرب کو مدد الٰہی کا مظہر جان کر اور اللہ تعالیٰ کے کارخانہ اسباب و حکمت پر نظر کرکے ظاہراً غیر سے مدد مانگے تو یہ عرفان سے دور نہ ہوگا اور شرع میں بھی جائز و روا ہے اور انبیاء و اولیاء نے بھی غیر سے اس طرح کی مدد مانگی ہے اور درحقیقت اس طرح مدد مانگنا غیر سے نہیں بلکہ خدا تعالےٰ ہی سے مدد مانگنا ہے۔

جناب محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں۔

کروڑوں جرموں کے آگے یہ نام کا اسلام
کرے گا یا نبی اللہ مجھ پہ کیا پکار
مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بےکس کا کوئی حامیِ کار

(قائد قاسمی صفحہ ۲)

جناب اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں۔

یَاشَفِیْعَ الْعِبَادِ خُذْ بِیَدِیْ　　اَنْتَ فِی الْاِضْطِرَارِ مُعْتَمَدِیْ

اے بندوں کی شفاعت کرنے والے میری دستگیری فرمایئے۔ آپ مشکلات میں میری آخری امیدگاہ ہیں

لَیْسَ لِیْ مَلْجَاءٌ سِوَاکَ اَغِثْ　　مَسَّنِیَ الضُّرُّ سَیِّدِیْ وَسَنَدِیْ

آپ کے سوا میرا کوئی ملجا و ماویٰ نہیں اے میرے آقا میری فریاد سنیئے میں تکلیف میں مبتلا ہوں۔ (نشر الطیب صفحہ ۲۴۲)

یہی تھانوی صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

اَغِثْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ　　لَمَغْبُوْنٌ وَّقَتَطِنِیَ الْعِظَامُ

اے خدا کے رسول آپ میری فریاد رسی فرمایئے۔ کیوں کہ میں نقصان رسیدہ ہوں، اور بڑے بڑے درباروں سے مایوس ہو کر واپس ہوا ہوں۔

تَرَحَّمْ یَا ابْنَ آمِنَۃَ تَرَحَّمْ　　فَفِیْ حُوْبِیْ رَضَاعِیْ وَالْفِطَامُ

اے آمنہ کے لختِ جگر آپ مجھ پر رحم فرمائیں کیونکہ گناہوں ہی میں میں نے اپنی ساری عمر بسر کی ہے۔

بِکَ اسْتَشْفَعْتُ فِیْ قِلِّیْ وَکُثْرِیْ　　بِکَ اسْتَشْفَیْتُ اِنْ عَرَضَ السِّقَامُ

چھوٹے بڑے تمام کاموں میں آپ ہی کی شفاعت کا طالب ہوں اور بیماری کی حالت میں بھی آپ ہی سے شفا کا خواستگار ہوں (مناجات مقبول قربات عند اللہ وصلوات الرسول صفحہ ۲۳۰، مطبوعہ مکتبۃ الشہیرہ کتب خانہ آصفیہ دہلی وا عزازیہ دیوبند)

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی فرماتے ہیں۔

یا محمد مصطفےٰ فریاد ہے　　اے حبیبِ کبریا فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل　　اے مرے مشکل کشا فریاد ہے

(نالۂ امداد غریب صفحہ ۲۴)

اور یہی حاجی صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں:

شفیع عاصیاں تم ہو وسیلہ بے کساں تم ہو
تمہیں چھوڑ اب کدھر جاؤں بتاؤ یا رسول اللہ

جہاز اُمت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

پھنسا کر اپنے دامِ عشق میں امداد عاجز کو
بس اب قیدِ دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

(گلزار معرفت صفحہ ۳)

تو آپ کیا فرماتے ہیں درسِ توحید کے مؤلف اور اس کی تائید و تصدیق کرنے والے حضرت شاہ ولی اللہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور جناب محمد قاسم نانوتوی اور جناب اشرف علی تھانوی اور حاجی امداد اللہ صاحبؒ کے بارے میں جو حضور ﷺ کو پکار بھی رہے ہیں اور مدد بھی مانگ رہے ہیں۔ یہ سب مشرک ہوئے یا نہیں؟ اگر ہوئے اور آپ کے درسِ توحید کے مطابق ضرور ہوئے تو آپ لوگ ان مشرکوں کو مسلمان مان کر مشرک ہوتے یا نہیں؟ ف: انبیاء و کرام کو پکارنے اور ان سے مدد مانگنے کے بارے میں اس ناچیز کا رسالہ "راہِ حق" ملاحظہ فرمائیں۔ اس موضوع پر تفصیل سے وضاحت کی گئی ہے۔ بینوا توجروا۔

نبی ولی کی نذر و نیاز کرنا

"درسِ توحید" میں اس کو بھی شرک قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ بھی شرک نہیں، کیونکہ کوئی مسلمان کسی نبی ولی کو معبود نہیں مانتا اور نہ تقرب لغیر اللہ علی وجہ العبادۃ کا قصد کرتا ہے بلکہ اس کی نیت نذر و نیاز سے محض ہدیہ اور نذرانہ ہوتی ہے یعنی اس کا ثواب ان کی روحوں کو پہنچے۔ یہ بالکل جائز ہے اور اگر یہ شرک ہی ہے تو پھر ملاحظہ ہو۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب قدس سرہ مخدوم شیخ اللہ دیاؒ کے مزارِ شریف کی زیارت کے لئے قصبہ ڈاسنہ میں تشریف لے گئے۔ رات کو ایک ایسا وقت آیا کہ اس حالت میں فرمایا کہ مخدوم صاحب ہماری ضیافت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کچھ کھا کے جانا! چنانچہ آپ اور آپ کے ساتھی مزار شریف پر رک گئے اور باقی سب لوگ چلے گئے یہ دیکھ کر آپ کے ساتھی رنجیدہ خاطر ہوئے۔ اس وقت ایک عورت سر پہ طبق رکھے ہوئے جس میں چاول اور مٹھائی تھی، آئی۔

وگفت در کردہ بودم کہ اگر زوج من بیاید
اور کہا کہ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر میرا شوہر

ہماں ساعتے ایں طعام پختہ بہ نشینندگان درگاہ مخدوم اللہ دیا رسانم، درایں وقت آمد، نذر ایفا کرم و آرزو کردم کہ کسے آنجا باشد تناول کند (انفاس العارفین صفحہ ۴۵)

واپس آجائے تو میں اسی وقت یہ کھانا مخدوم اللہ دیا کی درگاہ پر بیٹھنے والوں کو پہنچاؤں گی میرا شوہر اس وقت آیا ہے تو میں نے منت پوری کی ہے میری تمنا تھی کہ کوئی وہاں موجود ہو جو اس کھانے کو کھائے (چنانچہ ان سب نے کھایا)

اور یہی شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

وشیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پزند و بخورانند مضائقہ نیست جائز است و اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شود اغنیاء راہم خوردن جائز است (زبدۃ النصائح صفحہ ۱۳۲)

دودھ چاول کسی بزرگ کی فاتحہ کے لیے ان کی روح کو ثواب پہنچانے کی نیت سے پکانے اور کھانے میں حرج نہیں ہے۔ جائز ہے اور اگر کسی بزرگ کے نام کی فاتحہ دی جائے تو مالداروں کو بھی کھانا جائز ہے۔

اور یہی شاہ صاحب تیسری جگہ فرماتے ہیں

پس ازاں سی صد و شصت ۳۶۰ مرتبہ سورۃ الم نشرح خوانند ہمیں دعا مذکور سی صد و شصت بار بخوانند پس دہ مرتبہ درود خوانند ختم تمام کنند و برا قدرے شرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند و حاجت از خدا تعالٰے سوال نمایند ہمیں طور ہر روز بخوانند باشند انشاء اللہ در ایام معدود مقصد بحصول انجامد۔ (انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ صفحہ ۱۰۰)

اس کے بعد تین سو ساٹھ ۳۶۰ مرتبہ الم نشرح پھر تین سو ساٹھ بار وہی دعاء مذکورہ پڑھے۔ پھر دس مرتبہ درود شریف پڑھے اور ختم تمام کرے اور تھوڑی سی شرینی پر فاتحہ بنام خواجگان چشت پڑھے اور اپنی حاجت اللہ تعالٰے سے عرض کرے اسی طرح ہر روز کرے انشاء اللہ چند روز میں مقصد حاصل ہوگا۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حضرت امیر و ذریت طاہرہ او را تمام امت

حضرت علی اور ان کی اولاد پاک کو تمام افراد

اُمّت بر مثال پیراں و مرشداں می پرستند و امور تکوینیہ را بایشاں وابستہ میدانند و فاتحہ درود و صدقات و نذر بنام ایشاں رائج و معمول گردیدہ چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است۔

(تحفۂ اثنا عشریہ صفحہ ۳۹۶)

اُمت پیروں مرشدوں کی طرح مانتے ہیں اور تکوینی اُمور کو ان حضرات کے ساتھ وابستہ جانتے ہیں اور فاتحہ اور درود و صدقات اور نذر و نیاز ان کے نام کی ہمیشہ کرتے ہیں۔ چنانچہ تمام اولیاء اللہ کا یہی حال ہے (پھر بغض اہلِ بیت کی نسبت اُن کی طرف کس طرح درست ہے ؟)

اور یہی شاہ صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

طعامے کہ ثواب آں نیاز حضرت امامین نمایند بر آں فاتحہ و قل و درود خواندن تبرک می شود خوردن او بسیار خوبست۔

(فتاویٰ عزیزیہ صفحہ ۵۷)

وہ کھانا جو حضرت امام حسن و حسین کی نیاز کے لیے پکایا جاتے اور جس پر فاتحہ، قل اور درود پڑھا جائے وہ تبرک ہو جاتا ہے اور اس کا کھانا بہت ہی اچھا ہے۔

جناب اسماعیل دہلوی جن کو یہ لوگ شہید کہتے ہیں وہ فرماتے ہیں۔

اوّل طالب را باید کہ با وضو دو زانو بطور نماز بہ نشیند و فاتحہ بنام اکابر ایں طریقہ یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہ ہما خواندہ التجا بجناب حضرت ایزد پاک بتوسط ایں بزرگاں نماید و بہ نیاز تمام و زاری بسیار دعائے کشود کار خود کردہ ذکر دو ضربی شروع نماید۔

پہلے طالب کو چاہیئے کہ با وضو دو زانو نماز کے طریقے پر بیٹھے اور اس طریقہ (چشتیہ) کے اکابر یعنی حضرت خواجہ معین الدّین سجزی اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما کے نام کی فاتحہ پڑھ کر درگاہ الٰہی میں ان بزرگوں کے وسیلے سے التجا کرے اور انتہائی عجز و نیاز اور کمال تضرع و زاری کے ساتھ

عـه نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی نے تحفۂ اثنا عشریہ کا جو اُردو ترجمہ شائع کیا ہے اس میں یہ عبارت بدل دی گئی ہے۔ یہ خیانت غالباً اس لئے کی گئی کہ یہ عبارت ان کے مسلک کے خلاف تھی ۱۲۔

(صراطِ مستقیم صفحہ ۱۱۱)

اپنے حلِ مشکل کی دعا کر کے دو ضربی ذکر شروع کرے۔

اور یہی ان کے شہید صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

حضرت رسالت پناہ سعد بن معاذ را بعد التماس ایشاں کہ مادرم ناگاہ فوت شد و یا رائے گفتن نیافت واگر یافت وصیتے میکرو پس برائے وے اگر چیزے بجنم نفع بوے خواہد رسید فرمودند کہ چاہ بکن و بگو کہ ایں برائے مادر سعد است۔

(صراطِ مستقیم صفحہ ۵۵)

حضرت سعد بن معاذ صحابی کی والدہ نے وفات پائی تو انھوں نے حضرت ﷺ سے عرض کی کہ میری والدہ کو کچھ کہنے کا موقع نہ ملا اگر ملتا تو وہ وصیت کرتی، اگر میں اس کے لیے کچھ کروں تو کیا اس کو نفع پہنچے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کنواں بناؤ اور کہو کہ یہ سعد کی ماں کے لیے ہے۔

اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں۔

"بعض یاران طریقت حضرت ایشاں نے ایک مکان خریدا اور بطور خود اس کی تعمیر کی اور حضرت ایشاں (حاجی امداد اللہ) کے نذر کیا۔" (امداد المشتاق صفحہ ۳۳)

"مولوی صادق الیقین فرماتے ہیں کہ جب مثنوی شریف ختم ہو گئی (حاجی امداد اللہ صاحب نے) حکم شربت بنانے کا دیا اور فرمایا اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جائے گی۔ گیارہ گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ نیاز کے دو معنی ہیں ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسرے کے واسطے نہیں ہے بلکہ ناجائز و شرک ہے اور دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا" یہ جائز ہے۔ لوگ انکار کرتے ہیں اس میں کیا خرابی ہے؟" (امداد المشتاق صفحہ ۹۲)

• دوسری جگہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں "طریق نذر و نیاز قدیم زمانے سے جاری ہے۔ اس زمانے کے لوگ انکار کرتے ہیں۔" (امداد المشتاق صفحہ ۹۲)

جناب رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں "بزرگوں کو جو نذر دیتے ہیں وہ ہدیہ ہے اور درست ہے اور جو اموات اولیاء کی نذر ہے تو اس کے اگر یہ معنی ہیں کہ اس کا ثواب ان کی روح کو

پہنچے تو صدقہ ہے، درست ہے" (فتاوائے رشیدیہ صفحہ ۱۵۰)

اب کیا فرماتے ہیں درسِ توحید کے مؤلف اعلیٰ اس کے معتقد شاہ عبدالرحیم صاحب کے بارے میں جنہوں نے وہ نذر و نیاز کھائی جو شیخ اللہ دیا کے مزار پر بطور چڑھاوے کے لائی گئی اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے بارے میں جنہوں نے اپنے والد ماجد کے فضائل و کرامات میں اس کو نقل کیا اور فرمایا کہ بزرگ کے نام کی نیاز کھانی جائز ہے۔ اور ہر روز بزرگوں کے نام کی فاتحہ شرینی پڑھے اور کھلائے مقصد پورے ہوں گے اور شاہ عبدالعزیز صاحب کے بارے میں جو فرما رہے ہیں کہ تمام اُمّت و جمیع اولیاء اللہ اہل بیت کی نذر و نیاز کرتے ہیں اور امام حسن و حسین کی نیاز تبرک ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے اور خصوصاً اپنے شہید اسماعیل دہلوی کے بارے میں جو فرما رہے ہیں کہ اکابر اولیاء کے نام کی فاتحہ پڑھے اور ان کے وسیلے سے دُعا کرے اور جناب اشرف علی تھانوی کے بارے میں جو فرما رہے ہیں کہ ہمارے پیر بھائیوں نے مکان پیر صاحب کو نذر کیا؟ اور عارف باللہ حاجی امداد اللہ صاحب کے بارے میں جو مولانا روم کی نیاز کرتے تھے اور جو فرماتے ہیں کہ طریقِ نذر و نیاز قدیم سے جاری ہے اور جناب رشید احمد صاحب گنگوہی کے بارے میں جو فرما رہے ہیں کہ زندہ اور مردہ پیروں کی نذر درست ہے جب کہ ان کی رُوح کو ثواب پہنچانا مقصود ہو یہ سب شرک ہوئے یا نہیں؟ اگر ہوئے اور آپ کے درسِ توحید کے مُطابق ضرور ہوئے تو آپ لوگ ان مشرکوں کو مسلمان مان کر مشرک ہوئے یا نہیں؟

حاضر و ناظر جاننا

"درسِ توحید" میں اس کو بھی شرک قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ بھی شرک نہیں، کیونکہ کوئی مُسلمان حضور ﷺ کو الٰہ یا صفت الوہیت کے ساتھ ہر جگہ موجود نہیں مانتا بلکہ حاضر و ناظر کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ اپنی روحانیت اور نورانیت کے ساتھ ہر جگہ موجود اور جلوہ گر ہیں اور ہر چیز کا مشاہدہ فرما رہے ہیں چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں۔

رسول علیہ السلام مطلع است بنور نبوت بر دین ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست و حجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس اومی شناسد گناہان شمارا و درجات ایمان شمارا و اعمال بد و نیک شمارا و اخلاق و نفاق شمارا لہٰذا شہادت او در دنیا بحکم شرع در حق اُمت مقبول و واجب العمل است

(تفسیر عزیزی صفحہ ۶۳۶)

کہ حضور علیہ السلام اپنے نُورِ نبوت سے ہر دین دار کے دین کو جانتے ہیں کہ دین کے کس درجہ میں ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور کون سا حجاب اس کی ترقی میں مانع ہے۔ پس حضور علیہ السلام تمہارے گناہوں کو تمہارے ایمانی درجات کو اور تمہارے نیک بد اعمال کو اور تمہارے اخلاق و نفاق کو جانتے ہیں۔ لہٰذا ان کی گواہی دنیا میں بحکم شرع اُمت کے حق میں قبول اور واجب العمل ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ الْفَضَآءَ مُمْتَلِئٌ بِوَجْهٍ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَهِيَ تَتَمَوَّجُ فِيْهِ تَمَوُّجَ الرِّيْحِ الْعَاصِفَةِ

(فیوض الحرمین صفحہ ۲۸)

بے شک تمام فضا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح پاک سے بھری ہوئی ہے اور روح مبارک اس میں تیز ہوا کے مانند موجیں مار رہی ہے۔

جناب محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں۔

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ کو بعد لحاظ صلہ مِنْ اَنْفُسِهِمْ کے دیکھیے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی اُمت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں ہے۔ کیونکہ اولیٰ بمعنے اقرب ہے

(تحذیر الناس صفحہ ۱۰)

علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

مومن کا ایمان اگر غور سے دیکھا جائے تو ایک شعاع ہے اس نور اعظم کی جو آفتاب نبوت سے پھیلتا ہے۔ آفتاب نبوت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوئے۔ بنا بریں مومن (من حیث ہو مومن)

اگر اپنی حقیقت سمجھنے کے لیے حرکت فکری شروع کرے تو اپنی ایمانی ہستی سے پیشتر اس کو پیغمبر علیہ السلام کی معرفت حاصل کرنی پڑے گی۔ اس اعتبار سے کہہ سکتے ہیں کہ نبی کا وجود مسعود ہماری ہستی سے بھی زیادہ ہم سے نزدیک ہے (حاشیہ قرآن)

جناب رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں۔

ہم مرید بہ یقین داند کہ روح شیخ مقید بہ یک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شیخ دور است اما روحانیت او دور نیست چوں ایں امر محکم دارد ہر وقت شیخ را بیاد دارد و ربط قلب پیدا آید و ہر دم مستفید بود (امداد السلوک صفحہ ۱۰)

مرید یہ بھی یقین سے جانے کہ شیخ کی روح ایک ہی مکان میں مقید نہیں ہے مرید جہاں کہیں بھی ہو دور ہو یا نزدیک اگرچہ وہ شیخ سے دور ہے لیکن شیخ کی روحانیت دور نہیں ہے جب یہ بات پکی ہے تو مرید کو چاہیئے کہ ہر وقت شیخ کو یاد رکھے اور قلبی تعلق پیدا کرے اور ہر وقت فائدہ حاصل کرے۔

تو اب کیا فرماتے ہیں درس توحید کے مؤلف اور اس کی تصدیق و تائید کرنے والے شاہ عبدالعزیز صاحب کے بارے میں جو فرما رہے ہیں کہ حضور ﷺ اپنے نور نبوت سے ہر دین دار کے ظاہری و باطنی تمام احوال کا مشاہدہ فرما رہے ہیں اور شاہ ولی اللہ صاحب کے بارے میں جو فرما رہے ہیں کہ تمام فضا میں روح اقدس تیز ہوا کی طرح موجیں مار رہی ہے اور جناب محمد قاسم نانوتوی اور علامہ شبیر احمد صاحب کے بارے میں جو فرما رہے ہیں کہ حضور ﷺ کے وجود مسعود کو اپنے امتیوں کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ خود ان کی جانوں کو بھی حاصل نہیں اور جناب رشید احمد گنگوہی کے بارے میں جو فرما رہے ہیں کہ مرید جہاں کہیں بھی ہو وہ یقین جانے کہ اس کے شیخ کی روح اس سے دور نہیں۔ بلکہ ہر وقت اس کو اپنے ساتھ سمجھے اور اس سے فائدہ حاصل کرے۔ یہ سب مشرک ہوئے یا نہیں؟ اگر ہوئے اور آپ کے درس توحید کے مطابق ضرور ہوئے تو آپ لوگ ان مشرکوں کو مسلمان مان کر مشرک ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

ف! مسئلہ حاضر و ناظر کی مدلل و نفیس بحث میری کتاب "ذکر جمیل" میں ملاحظہ فرمائیں۔

نبی ولی کے لیے علمِ غیب ماننا

اس کو بھی درسِ توحید میں شرک قرار دیا گیا ہے حالانکہ یہ بھی ہرگز شرک نہیں ہے۔ کیونکہ ہر مسلمان نبی ولی کے لیے اللہ کا دیا ہُوا علمِ غیب مانتا ہے اور اگر اللہ کا دیا ہُوا علمِ غیب بھی ماننا شرک ہے تو پھر ملاحظہ ہو۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

آں چہ بہ نسبت ہمہ مخلوقات غائبت غائب مطلق است مثل وقت آمدن قیامت واحکام تکوینیہ وشرعیہ باری تعالیٰ در ہر روز وہر شریعت ومثل حقائق ذات وصفاتِ او تعالےٰ علی سبیل التفصیل ایں قسم را غیبِ خاص او تعالےٰ نیز مینامند فلا یظہر علیٰ غیبہ احدا پس مطلع نمیکند برغیب خاص خود ہیچکس را مگر کسے راکہ پسندمی کند وآں کس رسول باشد خواہ از جنسِ ملک وخواہ از جنس بشر مثل محمد مصطفےٰ ﷺ واظہار بعضے از غیوب خاصہ خود می فرماید

(تفسیر عزیزی)

جو چیز تمام مخلوقات سے غائب ہو وہ غائب مطلق ہے جیسے قیامت کے آنے کا وقت اور باری تعالےٰ کے تکوینی وتشریعی احکام جو ہر روز ہر شریعت میں جاری ہیں اور جیسے اللہ تعالےٰ کی ذات وصفات کے تفصیلی حقائق اس قسم کو رب تعالےٰ کا خاص غیب کہتے ہیں، پس وہ اپنے خاص غیب پر کسی پر مطلع نہیں کرتا سوائے اس کے جس کو پسند کرے، اور وہ رسول ہوتا ہے خواہ جنس ملائکہ سے ہو اور خواہ جنس بشر سے جیسے حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ پھر اس پر اپنے خاص غیبوں سے بعض غیوب کا اظہار فرماتا ہے۔

جناب اسمٰعیل دہلوی چھلتی تقویۃ الایمان میں فرماتے ہیں۔

برائے کشف ارواح وملائکہ ومقامات آنہا و سیر امکنہ زمین وآسمان وجنت ونار واطلاع بر لوح محفوظ شغل دورہ کنند (صراط مستقیم صفحہ ١١٧)

ارواح اور ملائکہ اور ان کے مقامات کے کشف اور زمین و آسمان، جنت اور دوزخ کی سیر اور لوح محفوظ پر مطلع ہونے کے لیے دورہ

کا شغل کرے ۔

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی فرماتے ہیں ۔

لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیا و اولیاء کو نہیں ہوتا ۔ میں کہتا ہوں اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبیات کا ان کو ہوتا ہے (امداد المشتاق صفحہ ۷۶)

جناب شبیر احمد عثمانی آیۂ کریمہ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ کے تحت لکھتے ہیں یعنی یہ پیغمبر ہر قسم کے غیوب کی خبر دیتا ہے' ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے یا اللہ تعالے کے اسماء و صفات سے یا احکام شرعیہ سے یا مذاہب کی حقیقت و بطلان سے یا جنت و دوزخ کے احوال سے' یا واقعات بعد الموت سے اور ان چیزوں کے بتلانے میں ذرا بخل نہیں کرتا ۔ (حاشیہ بر قرآن)

جناب محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں ۔

علوم اولین مثلاً اور ہیں اور علوم آخرین اور' لیکن وہ سب علوم رسول اللہ ﷺ میں مجتمع ہیں ۔ (تحذیر الناس صفحہ ۴)

یہی نانوتوی صاحب دوسرے مقام پر فرماتے ہیں ۔

خداوند کریم نے اپنے سب کمالوں سے حصہ کامل آپ کو عنایت فرمایا تھا من جملہ کمالات علم جو اول درجہ کا کمال ہے اپنے ہی علم میں سے آپ کو مرحمت کیا ۔ چنانچہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ' اس دعوے کے لیے دلیل کامل ہے اس صورت میں آپ کا علم وہ خدا ہی کا علم ہوا اور آپ کا کہا وہ خدا ہی کا کہا نکلا ۔ (فیوض قاسمیہ صفحہ ۴۲)

جناب اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں' علم غیب جو بلا واسطہ ہو وہ تو خاص ہے ۔ حق تعالے کے ساتھ اور جو بواسطہ ہو وہ مخلوق کے لیے ہو سکتا ہے (بسط البنان صفحہ ۲)

مولوی ذوالفقار علی صاحب شرح قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں ۔

من جملہ آپ کے علوم و معلومات کے علم لوح و قلم ہے (عطر الوردہ صفحہ ۱۰۳)

اب کیا فرماتے ہیں درس توحید کے مؤلف اور اس کی تصدیق و تائید کرنے والے حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کے بارے میں؟ جو فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالے اپنے خاص علم غیب

ہیں سے اپنے پسندیدہ رسولوں کو عطا فرماتا ہے اور جناب اسمٰعیل دہلوی کے بارے میں جو فرمایا ہے
ہیں کہ روحوں اور فرشتوں اور ان کے مقامات کے کشف اور زمین و آسمان جنت و دوزخ
کی سیر اور لوح محفوظ پر مطلع ہونے کے لیے جس میں ہر چیز کا علم ہے دورہ کا شغل کرے
اور حاجی امداد اللہ صاحب کے بارے میں جو فرمارہے ہیں کہ انبیاء و اولیاء کو علمِ غیب ہوتا
ہے اور جناب شبیر احمد عثمانی کے بارے میں ؟ جو فرمارہے ہیں کہ نبی کریم ﷺ
ہر قسم کے غیوب کی خبر دیتے ہیں۔ ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے (کیا اس کا مطلب
ماکان و مایکون کا علم نہیں ہوا) اور جناب محمد قاسم نانوتوی کے بارے میں جو فرمارہے ہیں
کہ علوم اولین و آخرین سب آپ کی ذات میں جمع ہیں اور آپ کا علم درحقیقت خدا تعالےٰ
کا ہی علم ہے اور تھانوی صاحب کے بارے میں جو فرمارہے ہیں کہ علمِ غیب جو بواسطہ
ہو وہ مخلوق کے لئے ہو سکتا ہے اور جناب ذوالفقار علی کے بارے میں جو فرمارہے
ہیں کہ لوح محفوظ اور قلم کا علم آپ کے علوم سے ایک علم ہے یہ سب مشرک ٹھہرے یا نہیں ؟
اگر ہوئے اور آپ کے درسِ توحید کے مطابق ضرور ہوئے تو پھر آپ لوگ ان مشرکوں
کو مسلمان مان کر خود مشرک ہوئے یا نہیں ؟ بینوا توجروا۔
ف : مسئلہ علمِ غیب پر مدلل و مفصل بحث کے لیے اس ناچیز کی تالیف ذکرِ جمیل ملاحظہ فرمائیں۔

نبی و ولی کے لیے ہاتھ باندھ کر تعظیماً کھڑا ہونا

"درسِ توحید" میں اس کو بھی شرک قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ بھی شرک نہیں ہے شرک تو اس وقت
ہوگا جب کوئی کسی نبی و ولی کو معبود سمجھ کر ایسا کرے گا اور اگر یہ شرک ہی ہے تو پھر ملاحظہ ہو :
جناب اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں "کثرت سے علماء اسی طرف گئے ہیں
کہ تعظیماً کھڑا ہونا جائز ہے جس کے جواز کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ تشریف
لاتے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہو جاتی تھیں اور جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور
ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو حضور ﷺ کھڑے ہو جاتے تھے۔" (الافاضات
الیومیہ صفحہ ۲۵۴/۲)

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی فرماتے ہیں "ایسے اُمور سے انکار کرنا۔ خیر کثیر سے باز رکھنا ہے۔ جیسے قیام مولد شریف، اگر بوجہ آنے نام آں حضرت کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے؟ جب کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پس اگر سردار عالم و عالمیاں کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہُوا؟" (امداد المشتاق صفحہ ۹۰)

تو اب کیا فرماتے ہیں درس توحید کے مؤلف اور اس کے مصدق و مؤید حضرات، جناب اشرفعلی تھانوی کے متعلق اور حاجی امداد اللہ کے بارے میں؟ جو فرما رہے ہیں قیام تعظیمی جائز ہے وہ مُشرک ہُوئے یا نہیں؟ اگر ہوئے اور درس توحید کے مطابق ضرور ہُوئے تو آپ لوگ ان کو مسلمان مان کر خود مشرک ہُوئے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

ف! قیام تعظیمی پر مدلل بحث میری تصنیف "برکات میلاد شریف" میں ملاحظہ فرمائیں۔

انبیاؑ و اولیاؒ کے مقامات کی زیارت کے لیے دُور و نزدیک سے جانا

درس توحید میں اس کو بھی شرک قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ بھی ہرگز ہرگز شرک نہیں اور اگر یہ شرک ہی ہے تو پھر ملاحظہ فرمایئے۔

جناب محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں۔

"سماع انبیاء کرام علیہم السلام بعد وفات زیادہ تر قرین قیاس ہے اور اسی لئے ان کی زیارت بعد وفات بھی ایسی ہی ہے جیسے ایام حیات میں احیاء کی زیارت ہوا کرتی ہے اور اسی وجہ سے یوں نہیں کہہ سکتے کہ زیارت نبوی ﷺ مثل زیارت مسجد زیارت مکان ہے اور اسی وجہ سے بحکم لاتشد الرحال وہاں اس اہتمام سے جانا ممنوع ہے بلکہ وُہ زیارت مکان نہیں زیارت مکین ہے۔" (جمال قاسمی صفحہ ۱۰) اضافہ از تھانوی

اور تمام علمائے دیوبند متفقہ طور پر فرماتے ہیں۔

"ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک زیارت قبر سید المرسلین روحی فداہ اعلیٰ درجہ کی قربت اور نہایت ثواب اور سبب حصول درجات ہے بلکہ واجب کے قریب ہے اور سفر کے وقت خالص آپ کی قبر شریف کی زیارت کی نیت کرے پھر جب وہاں

حاضر ہوگا تو مسجد نبوی کی بھی زیارت ہوجائے گی۔ اس صورت میں جناب رسالت مآب ﷺ کی تعظیم زیادہ ہے اور اس کی موافقت خود حضرت کے اس ارشاد سے ہورہی ہے کہ جو میری زیارت کو آیا "میری زیارت کے سوا کوئی حاجت اس کو نہ لائی ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع بنوں"۔ (المہند صفحہ ۱۱)

اور تمام علمائے دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب کے متعلق جناب اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں۔

"اور اکثر متہلے سفر بسمت پیرانِ کلیر و دہلی بغرض زیارت قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ باسرارہ و دیگر بزرگان کے کہ ان مقامات میں آسودہ ہیں" ہوتا تھا" اور بمقام پانی پت واسطے زیارت شیخ شمس الدین پانی پتی حضرت شیخ کبیر الاولیاء جلال الدین پانی پتی کے جاتے تھے۔" (امداد المشتاق صفحہ ۳۶)

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنے والد کے حالات میں فرماتے ہیں۔

می فرمودند بزیارت مرقد منور خواجہ قطب الدین قدس سرہ رفتم روح ایشاں ظاہر شد فرمودند ترا پسرے پیدا خواہد شد اورا قطب الدین احمد نام کن' چوں زوجہ بسن ایاس رسیدہ بودگمان کردم کہ مراد پسر پسر است بریں خطرہ مشرف شدند فرمودند ایں مراد من نیست' ایں پسر از صلب تو خواہد بود' بعد از زمانے داعیۂ تزوج دیگر پیدا شد' کاتب الحروف فقیر ولی اللہ متولد گشتہ در اول ایں واقعہ فراموش کردند لولی اللہ مسمّٰے کردند بعد از مدتے ایں یاد آمد نام دیگر قطب الدین احمد مقرر کردند۔

فرماتے تھے کہ میں خواجہ قطب الدین قدس سرہ کے مرقد منور کی زیارت کے لیے حاضر ہوا۔ خواجہ صاحب کی روح ظاہر ہوئی اور فرمایا تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا اس کا نام قطب الدین احمد رکھنا۔ چوں کہ بیوی بوڑھی ہوچکی تھیں۔ میں نے گمان کیا کہ اس سے مراد پوتا ہوگا۔ خواجہ صاحب اس قلبی گمان پر مشرف ہوتے اور فرمایا میری یہ مراد نہیں بلکہ وہ لڑکا تمہارے صلب سے پیدا ہوگا۔ ایک عرصے کے بعد دوسری دی کی تو یہ کاتب الحروف فقیر ولی اللہ پیدا ہوا۔ پہلے پہل یہ واقعہ حضرت کو یاد

(انفاس العارفین صفحہ ۴۵)

نہ رہا۔ اس لئے نام ولی اللہ رکھ دیا۔ ایک عرصے کے بعد یاد آیا تو دوسرا نام قطب الدین احمد رکھا۔

جناب اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک عمل کیا جس کی وجہ سے مجھ کو ناقابلِ برداشت ظلمت محسوس ہوئی اور میں پریشان ہو گیا۔ آخر میں نے چاہا کہ کس طرح اس ظلمت کو دفع کروں۔ سوچا تو سمجھ میں آیا کہ اس کا علاج اہلِ نور کی صحبت ہے۔ اس وقت زندوں میں تو کوئی ایسا قریب موقع ملا نہیں کہ کچھ عرصے تک اس کی صحبت اختیار کی جاتی۔ لہٰذا پھر یہ کیا کہ بزرگوں کے مزارات پر گیا چنانچہ وہاں تین کوس کے فاصلے پر ایک بزرگ کا مزار تھا وہاں گیا تب وہ ظلمت رفع ہوئی" (بقدر ضرورت)

(الافاضات الیومیہ صفحہ ۳۴۰/۴)

تو آپ کیا فرماتے ہیں درس توحید کے مؤلف اور اس کے مصدق و مؤیدان تمام علمائے دیوبند کے بارے میں جو فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ جانے والا خالص زیارتِ قبرِ انور کی نیت کرے اور خصوصاً حاجی امداد اللہ صاحب اور شاہ عبدالرحیم صاحب اور جناب تھانوی صاحب کے بارے میں جو دور و نزدیک سے مقاماتِ اولیاء کی زیارت کے لیے گئے یہ سب مشرک ہوتے یا نہیں؟ اگر ہوتے اور درسِ توحید کے مطابق ضرور ہوتے تو آپ لوگ ان کو مسلمان مان کر خود مشرک ہوتے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

ف: مزارات انبیاء اولیاء کی زیارت کے لئے جانا اور مزارات کے فیوض و رحمت کے بیان کے لئے ناچیز کی تالیف "راہِ عقیدت" کا مطالعہ فرمائیں۔

انبیاء کی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہو کر دعائیں مانگنا

"درسِ توحید" میں اس کو بھی شرک قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ بھی شرک نہیں ہے۔ کیونکہ دعائیں مانگنے والا اللہ سے دعائیں مانگتا ہے۔ تو اللہ سے دعائیں مانگنا کیسے شرک ہو گیا۔ دعا تو جہاں بھی مانگی جائے جائز ہے اور انبیاء و اولیاء کی درگاہوں پر دعائیں مانگنا دعاؤں کی

قبولیت کا موجب ہے۔ ملاحظہ ہو۔

جناب محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں۔

"آیت وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ میں کسی کی تخصیص نہیں آپ کے ہم عصر ہوں یا بعد کے امتی ہوں اور تخصیص ہو تو کیوں ہو آپ کا وجود تربیت تمام امت کے لیے یکساں رحمت ہے کہ پچھلے امتیوں کا آپ کی خدمت میں آنا اور استغفار کرنا اور کرانا جب ہی متصور ہے کہ آپ قبر میں زندہ ہوں۔ (آب حیات صفحہ ۴۰)

مولوی سید حسن صاحب مدرس دیوبند فرماتے ہیں:

بلخ کے ایک تاجر کے لڑکے کے پاس حضور ﷺ کے تین بال مبارک تھے جو اس نے بہت زیادہ مال و دولت دے کر حاصل کئے تھے۔ وہ لڑکا ان بالوں کی زیارت کرتا اور کثرت سے درود شریف پڑھتا تھا۔ جب وہ مر گیا تو اس زمانے کے بزرگ حضور ﷺ کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے۔ حضور نے ان سے فرمایا کہ لوگوں سے کہہ دو کہ جس کو کوئی حاجت حق تعالٰے سے ہو وہ اس لڑکے کی قبر پہ جائے اور اپنے حصول مقصد کے لئے وہاں جا کر دعا کرے تو اس کا مقصد پورا ہو گا۔ (ملخصاً از مہب النسیم صفحہ ۳۲)

تو آپ کیا فرماتے ہیں درس توحید کے مؤلف و مصدق و مؤید حضرات محمد قاسم صاحب نانوتوی کے بارے میں جو فرما رہے ہیں کہ قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے حکم ہے کہ جب وہ گناہ کر بیٹھیں تو حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں جائیں اور وہاں جا کر دعائے بخشش کریں اور حضور ﷺ سے بھی کرائیں تو بخشش ہو گی اور مولوی سید حسن صاحب کے بارے میں جو فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس کو کوئی حاجت ہو وہ تاجر کے لڑکے کی قبر پہ جائے اور وہاں جا کر دعا کرے اس کی حاجت پوری ہو گی یہ سب مشرک ہوئے یا نہیں؟ اگر ہوئے اور آپکے درس توحید کے مطابق ضرور ہوئے تو آپ لوگ بھی ان کو مسلمان مان کر مشرک ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

کسی کو مشکل کشا ماننا

"درس توحید میں اس کو بھی شرک قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ جس طرح مسلمان حضور ﷺ

اور حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کو مشکل کشا مانتے ہیں وہ ہرگز شرک نہیں اور اگر شرک ہی ہے تو ملاحظہ ہو۔

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

وَیَا خَیْرَ مَنْ یُّرْجیٰ لِکَشْفِ رَزِیَّۃٍ   وَمَنْ جُوْدُہٗ فَاقَ جُوْدَ السَّحَائِبِ

اے بہترینِ کائنات جس سے سختی و مصیبت کے دُور ہونے کی اُمید کی جاتی ہے اور اے وہ کہ جس کی سخاوت برسنے والے بادلوں سے بہت زیادہ ہے۔

وَاَنْتَ مُجِیْرِیْ مِنْ ھُجُوْمِ مُلِمَّۃٍ   اِذَا نَشَبَتْ فِی الْقَلْبِ شَرُّ الْمَخَالِبِ

اور آپ ہی پناہ دینے والے ہیں جب کہ سخت غموں کا ہجوم ہو جائے اور جب بدترین مصیبتیں آپڑیں۔ (اطیب النغم صفحہ ۲۲)

جناب اشرفعلی تھانوی فرماتے ہیں ۔

یَا شَفِیْعَ الْعِبَادِ خُذْ بِیَدِیْ   اَنْتَ فِی الْاِضْطِرَارِ مُعْتَمَدِیْ

اے بندوں کی شفاعت کرنے والے میری دستگیری فرمایئے۔ آپ ہی مشکلات میں میری اُمید گاہ ہیں۔

لَیْسَ لِیْ مَلْجَاءٌ سِوَاکَ اَغِثْ   مَسَّنِیَ الضُّرُّ سَیِّدِیْ وَسَنَدِیْ

آپ کے سوا میرا کوئی ملجاء و ماویٰ نہیں اے میرے آقا میری فریاد سنیئے میں تکلیف و مصیبت میں مبتلا ہوں۔ (نشر الطیب صفحہ ۲۴۲)

اور یہی تھانوی صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں ۔

ہادیٔ عالم علی مشکل کشا کے واسطے[1]   (شجرۂ طیبہ چشتیہ صابریہ صفحہ ۲)

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی فرماتے ہیں۔

یا محمد مصطفےٰ فریاد ہے   اے حبیب کبریا فریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آجکل   اے میرے مشکل کشا فریاد ہے

(امداد غریب صفحہ ۳۰)

---

[1] اب ان کے بعد کچھ لوگوں نے اس شعر میں تبدیلی کر کے "مشکل کشا" کے الفاظ نکال دیئے ہیں، جب کہ حسین احمد مدنی کے مطبوعہ "سلاسل طیبہ" میں بھی یہ شعر اس طرح موجود ہے۔ (کوکب غفرلہٗ)

تو آپ کیا فرماتے ہیں درسِ توحید کے مؤلف و مصدق و مؤید حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے بارے میں کہ وہ حضور ﷺ کو مصیبتوں کے دور کرنے والے مان کر فریاد کر رہے ہیں اور تھانوی صاحب کے بارے میں جو حضور ﷺ اور حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کو مشکل کشا کہہ رہے ہیں اور حاجی صاحب کے بارے میں جو حضور ﷺ کو اپنا مشکل کشا مان چکے ہیں یہ سب مُشرک ہوتے یا نہیں؟ اگر ہوئے اور درسِ توحید کے مُطابق ضرور ہوئے تو تمام دیوبندی ان کو مسلمان مان کر مشرک ہوتے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

"درسِ توحید" کا ایک شعر ہے۔

"وہ کیا ہے جو نہیں ملتا خُدا سے	جسے تم مانگتے ہو اولیا سے"

جواب نمبر۱	توسّل کر نہیں سکتے خُدا سے	جو ہم چاہتے ہیں اولیا سے
جواب نمبر۲	وہ چندہ ہے جو نہیں ملتا خُدا سے	جسے تم مانگتے ہو اغنیا سے

کسی نبی ولی کے وسیلہ سے دُعا مانگنا

"درسِ توحید" میں اس کو بھی حرام اور بیانِ شرک میں لکھا ہے سخت حیرت ہے کہ کسی کے وسیلہ سے دُعا مانگنا کیسے شرک ہو گیا؟ اصل بات یہ ہے کہ درسِ توحید کے مؤلف اور مصدق و مؤید شرک کی تعریف ہی نہیں جانتے ورنہ کسی کے وسیلے سے دُعا مانگنا شرک نہ بتاتے۔ حالانکہ خود کو یہ لوگ "علامہ" کہلاتے ہیں۔ چنانچہ درسِ توحید کے پہلے ہی صفحہ پر ان کا نام علامہ سراج الدین صاحب لکھا ہوا ہے جس جماعت کے علامہ حضرات کا یہ عالم ہوا اس جماعت کے جاہلوں کا کیا کہنا۔

گرو جنہاں دے ٹپنے چیلے جان شڑپ

جناب اسماعیل دہلوی صاحب تقویۃ الایمان امیر المؤمنین مولا علی کرّم اللہ وجہہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

قطبیت و غوثیت و ابدالیت وغیرہا ہمہ	قطبیت غوثیت اور ابدالیت وغیرہا تمام
از عہد کرامت مہد حضرت مرتضیٰ تا انقراض	مناصب حضرت علی مرتضیٰ کے زمانہ مبارک

دنیا ہمہ بواسطۂ ایشاں است و در سلطنت ہے کہ دُنیا کے اختتام تک سب انھیں کے
سلاطین و امارات امرا ہم بجہت ایشاں را وسیلہ و واسطہ سے ہیں اور سلاطین کی سلطنت
دخلے است کہ بر سیاحین عالم ملکوت اور امیروں کی امیری میں انھیں ایسا دخل ہے
مخفی نیست (صراط مستقیم صفحہ ۵۸) جو سیاحینِ عالم ملکوت پر ظاہر ہے۔

جناب محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں:

بحق آں کہ او جان جہان است فدائے روضۂ اش ہفت آسمان است

(اے اللہ میری مراد پوری کر) اس نبی ﷺ کے طفیل جو جہان کی جان ہیں جن کے روضۂ انور پر آسمان و زمین قربان ہیں۔

بہ آں کو رحمۃ للعالمین است بہ درگاہت شفیع المذنبین است

وُہ نبی جو سارے جہانوں کے لیے رحمت ہیں اور تیری درگاہ میں گنہ گاروں کے شفیع ہیں

بہ حق سرور عالم محمد بہ حق برتر عالم محمد

اس کے طفیل جو عالم کے سردار اور جہان بھر سے اعلیٰ حضرت محمد ﷺ ہیں۔

بہ ذات پاک خود کاں اصل ہستی است ازو قائم بلندیہا و پستی است

وہی جن کی ذاتِ اقدس تمام کائنات کی جڑ ہے اور جن سے تمام بلندیاں اور پستیاں قائم ہیں

بہ حق شیر یزداں شاہ مرداں در علم لدنی فیض رحماں

اور اس شیر یزداں شاہ مرداں (حضرت علی) کے طفیل جو علم لدنی اور فیض رحمانی کے دروازے ہیں

بہ حق خواجہ مودود چشتی کہ سگ را فیض اُو ساز د بہشتی

اور حضرت خواجہ مودود چشتی کے طفیل جن کا فیض کُتّے کو بہشتی بنا دیتا ہے۔

بہ حق آں کہ شاہِ اولیا شد در او بوسہ گاہِ اولیاء شد

اور اس کے طفیل جو اولیاء اللہ کے بادشاہ ہیں اور جن کی درگاہ اولیاء اللہ کی بوسہ گاہ ہے۔

معین الدین حسن سنجر کہ برخاک نہ دیدہ چرخ چوں او مرد چالاک

یعنی حضرت خواجہ معین الدین حسن سجزی کہ اس زمین پر آسمان نے ان کا ثانی نہیں دیکھا

(قصائد قاسمی صفحہ ۶)

جناب اشرف علی تھانوی نے حضور سیدِ عالم ﷺ کے نقشۂ نعل مقدس کے متعلق ایک رسالہ نیل الشفا بنعل المصطفٰے لکھا ہے اور اس میں نعل مقدس کا نقشہ بھی پیش کیا ہے۔ چنانچہ تھانوی صاحب فرماتے ہیں :

"نقشۂ نعل مقدس حضور سرورِ دو عالم فخرِ بنی آدم ﷺ نہایت قوی البرکت سریع الاثر پایا گیا ہے۔ اس لیے اسلامی خیر خواہی باعث اس کی ہوئی کہ تمثال خیر النعال ﷺ مسلمانوں کی نذر کی جائے کہ اپنے پاس رکھ کر برکات کا حاصل کریں۔ اور اس کے توسل سے اپنے حاجات و معروضات جنابِ باری تعالیٰ میں قبول کرائیں"

اس کے بعد توسل کا طریقہ یوں ارشاد فرماتے ہیں :

"بہتر یہ ہے کہ آخر شب میں اُٹھ کر وضو کر کے تہجد جس قدر ہو سکے پڑھے اس کے بعد گیارہ بار کلمۂ طیبہ گیارہ بار استغفار پڑھ کر اس نقشے کو با ادب اپنے سر پر رکھے اور بتضرع تمام جنابِ باری تعالیٰ میں عرض کرے کہ الٰہی جس مقدس پیغمبر ﷺ کے نقشۂ نعل شریف کو سر پر لئے ہوں ان کا ادنٰی درجے کا غلام ہوں الٰہی اس نسبتِ غلامی پر نظر فرما کر بہ برکت اس نعل شریف کے میری فلاں حاجت پوری فرمایئے! مگر خلافِ شرع کوئی حاجت طلب نہ کرے۔ پھر سر پر سے اس کو اتار کر اپنے چہرے پر ملے اور اس کو محبت بوسہ دے اور اشعار ذوق و شوق بغرض ازدیادِ عشقِ محمدی پڑھے۔ انشاء اللہ تعالٰے عجیب کیفیت پاتے گا۔" (زاد السعید صفحہ ۳۰ و نیل الشفا صفحہ ۲)

اور یہی تھانوی صاحب دوسرے مقام پر فرماتے ہیں :

"اور رسالہ نیل الشفاء مؤلفہ احقر میں حضور ﷺ کے نقشۂ نعل شریف کے برکات و خواص مذکور ہیں جب صرف ان الفاظ میں جو کہ آپ کے معنی و مدح کے صورت و مثال ہیں اور پھر ان نقوش میں جو کہ ان الفاظ پر دال ہیں اور اس ملبوس میں جو کہ آپ کی نعال ہیں اور پھر ان نقشوں میں جو کہ ان نعال کی تمثال ہیں یہ دولت ملے تو لازوال اور نعمت ملے تو بے مثال ہیں سو خود آپ کی ذات مجمع الکمالات و اسماء مجمع البرکات سے توسل حاصل کرنا اور اس کے وسیلے سے دعا کرنا کیا کچھ نہ ہو گا۔

نامِ احمد چوں چنیں یاری کند　　تاکہ نورش چوں مددگاری کند
نامِ احمد چوں حصارے شد حصیں　　تاچہ باشد ذات آں روح الامیں"

(نشر الطیب صفحہ ۲۸۵)

جناب حسین احمد صاحب مدنی فرماتے ہیں:

یہ مقدس اکابر (دیوبند) ہمیشہ اولیاء کرام و انبیاء عظام سے توسل کرتے رہتے ہیں اور اپنے مخلصین کو اس کی ہدایت کرتے رہتے ہیں (الشہاب الثاقب صفحہ ۵۶)

تو اب کیا فرماتے ہیں درس توحید کے مؤلف اور مصدق و مؤید حضرات اسمٰعیل دہلوی کے بارے میں جو فرما رہے ہیں کہ قطبیت و غوثیت و ابدالیت حضرت علی مرتضیٰ کے زمانے سے لے کر قیامت تک جس کو ملی یا ملے گی ان کے وسیلہ و واسطہ سے ہے۔ جناب محمد قاسم صاحب نانوتوی کے بارے میں جو حضور سید عالم ﷺ اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ اور اولیائے کرام کے توسل سے مانگ رہے ہیں اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے در پاک کو بوسہ گاہِ اولیاء فرما رہے ہیں اور حضرت خواجہ مودود چشتی کے فیض سے کتوں کا بہشتی ہونا فرما رہے ہیں اور جناب اشرف علی تھانوی کے بارے میں جو حضور ﷺ کے نقشہ نعل مقدس کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ بہ محبت اس کو بوسہ دو اور اس کے توسل سے اپنی حاجات پوری کراؤ اور نیز فرماتے ہیں کہ جب آپ کے نعل شریف کے توسل سے حاجتیں پوری ہوتی ہیں تو آپ کی ذات شریفہ اور آپ کے اسماء جمیلہ کے وسیلہ سے کیا کچھ نہ ہوگا۔ اور جناب حسین احمد کے بارے میں جو فرما رہے ہیں کہ سارے اکابر دیوبند ہمیشہ انبیاء و اولیاء سے توسل کرتے رہتے ہیں اور آگے اس کی ہدایت بھی کرتے رہتے ہیں یہ سب مشرک ہوتے یا نہیں؟ اگر ہوئے اور آپ کے درس توحید کے مطابق ضرور ہوتے تو آپ لوگ ان کو مسلمان مان کر مشرک ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

امید ہے درس توحید کے مؤلف اور مصدق و مؤید حضرات مدلل اور معقول طریقہ سے جواب ضرور دیں گے اور بتائیں گے کہ وہی کام ہم کریں تو مشرک و بدعتی ہو جائیں اور وہی کام آپ کے اکابرین کریں تو مشرک و بدعتی نہ ہوں۔ آخر ایسا کیوں ہے؟ جو کام ہمارے لئے شرک و بدعت

ہے وہ ان کے لیے شرک و بدعت کیوں نہیں؟

مزارات و مساجد

انبیا و اولیاء کے مزارات اور ان کے مزارات کے پاس جو مساجد ہیں درسِ توحید کے مؤلف اور مصدق و مؤید حضرات کے نزدیک ان کا توڑنا اور گرانا واجب ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ "قبر پر جو عمارت بنائی گئی ہو اس کا توڑنا اور ڈھا دینا واجب ہے اگرچہ مسجد ہی کیوں نہ ہو۔ نیز کیونکہ قبوں کا بنانا اسلام کو ضرر رسانی میں مسجد ضرار سے بھی زیادہ نقصان دہ ہے۔"
(درسِ توحید صفحہ ۳۷)

اور یہ مؤلف صاحب اپنے اسی رسالہ درسِ توحید میں چند صفحات پیچھے فرما چکے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی نفع و نقصان، بھلائی و بُرائی نہیں پہنچا سکتا اور یہاں خود ہی فرماتے ہیں کہ مسجد ضرار بھی نقصان پہنچانے والی تھی۔ مگر قبے مسجدِ ضرار سے بھی زیادہ نقصان پہنچانے والے ہیں۔

قارئین خود ہی اندازہ لگائیں کہ سچی بات کہنے والا اتنی جلدی نہیں بھولا کرتا اور جس کو وہ خود شرک کہہ چکا ہو خود اس میں مبتلا نہیں ہوا کرتا، تو اب درسِ توحید کے مؤلف اور مصدق و مؤید حضرات کی خدمت میں گزارش ہے کہ جناب شبیر احمد صاحب عثمانی کی قبر جو اعلیٰ درجہ کے بیرونی ممالک کے پتھروں سے بنائی گئی ہے اور قائدِ اعظم محمد علی جناح مرحوم کا مقبرہ اور اس کے ساتھ جو عظیم الشان مسجد اور اسلامی کالج بن رہا ہے وہ جائز ہے یا ناجائز؟ ان کا گرانا واجب ہے یا سنگِ بُنیاد کے موقع پر سپاس نامہ پیش کرنا؟ اگر آپ واقعی حق گو ہیں اور درسِ توحید دینے والے ہیں تو اپنے نظریہ کا اعلان فرمایئے ورنہ الساکت عن الحق شیطان اخرس کا حکم اپنے اوپر چسپاں کر لیجئے۔

اور جہاں تک انبیا و اولیاء کے مقاماتِ مقدسہ پر مساجد اور عمارات بنانے کا تعلق ہے اس کے متعلق فتویٰ دینے سے پہلے کم از کم اپنے "عمدۃ المفسرین مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی" اور اپنے "حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی" کے ارشاد ہی دیکھ لیے ہوتے؟ چنانچہ

عثمانی صاحب زیرِ آیت قَالَ الَّذِیْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓی اَمْرِھِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَیْھِمْ مَّسْجِدًا فرماتے ہیں۔

"اہلِ شہر نے اُن (اصحاب کہف) کے عجیب غریب احوال پر مطلع ہو کر فرطِ عقیدت سے چاہا کہ اس غار کے پاس (جس میں وہ آرام فرما ہیں) کوئی مکان بطور یادگار تعمیر کر دیں۔ جس سے زائرین کو سہولت ہو تاہم جو بارسوخ اور ذی اقتدار لوگ تھے ان کی رائے یہ قرار پائی کہ غار کے پاس عبادت گاہ (مسجد) تعمیر کر دی جائے۔" (تفسیر عثمانی مطبوعہ بجنور صفحہ ۳۸۳)

اور اسی آیت کے تحت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں۔

ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ تَدُلُّ جَوَازَ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ لِیُصَلّٰی فِیْہِ عِنْدَ مَقَابِرِ اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ قَصْدًا اَلتَّبَرُّکِ بِھِمْ (تفسیر مظہری صفحہ ۳۴)	یہ آیت اولیاء اللہ کے مزارات کے پاس مسجدیں بنانے کے جواز کی دلیل ہے تاکہ ان میں اولیاء اللہ کی برکات کے حصول کے ارادہ سے نماز پڑھی جائے۔

ایسا ہی تفسیر مدارک، روح البیان اور کبیر وغیرہ میں ہے۔

ثابت ہوا کہ بزرگانِ دین کے مزارات کے پاس مسجدیں بنانا اہلِ ایمان کا قدیم طریقہ ہے اور قرآن کریم میں اس کا ذکر فرمانا اور اس کو منع نہ کرنا اس فعل کے جائز اور درست ہونے کی قوی ترین دلیل ہے۔

اور رہا اس حدیث کا جواب کہ جس میں قبر عمارت بنانے کی ممانعت ہے تو اس کے متعلق تھانوی صاحب کا ہی ارشاد ملاحظہ فرمالیں۔ فرماتے ہیں:

"ہمارے معزز دوست نواب جمشید علی خاں نے یہ سوال لکھ کر بھیجا کہ حدیث میں قبر پر عمارت بنانے کی ممانعت تو معلوم ہے تو کیا اس حدیث کی رُو سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گنبد شریف کا شہید کر دینا بھی واجب ہے؟ چونکہ واقعی بناء علی القبر کی حدیث میں ممانعت ہے۔ اس لیے اول تو میں متحیر ہوا کہ یا اللہ کیا جواب دوں کیونکہ اس کے تو سوچنے سے بھی ذہن اُبا کرتا تھا کہ نعوذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گنبد شریف کو شہید کر دینے کے متعلق فتویٰ دیا جائے یہ تو کسی صورت میں ذوقاً گوارا ہی نہیں کیا تھا۔ لیکن اس حدیث کے ہوتے ہوئے تحیر

ضرور تھا کہ اس کی کیا توجیہ ہو سکتی ہے۔ اسی پریشانی میں تھا کہ اللہ تعالٰی نے دستگیری فرمائی فوراً سمجھ میں آیا کہ حدیث میں صرف بناء علی القبر کی ممانعت ہے قبر فی البناء کی تو ممانعت نہیں اور حضور کی قبر شریف ابتداء ہی سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے اندر ہے جو قبر شریف سے پہلے ہی کا بنا ہوا ہے قبر کے بعد تو اس پر کوئی عمارت نہیں بنائی گئی۔ لہٰذا اس حدیث کا حضور ﷺ کے گنبد شریف سے کوئی تعلق نہیں۔ نہ وہ اس ممانعت میں داخل ہے۔ (الافاضات الیومیہ صفحہ ۱۹۱)

کیوں جناب! سمجھ میں آئی اپنے حکیم الامت کی بات؟ بات بھی وہ جو اللہ تعالٰے کے دستگیری فرمانے سے حاصل ہوئی۔

خصوصاً خط کشیدہ الفاظ دیکھئے کہ حدیث میں صرف بناء علی القبر کی ممانعت ہے یعنی قبر کے عین اوپر کوئی عمارت نہ بناؤ۔ قبر فی البناء کی ممانعت نہیں اور ظاہر ہے کہ تمام مزارات پر یہی دوسری صورت ہے تو آپ کیا فرماتے ہیں درس توحید کے مؤلف و مؤید حضرات، تھانوی صاحب کے بارے میں کہ ان کی یہ توضیح حق ہے یا باطل؟ اور اللہ تعالٰے جس کی دستگیری فرماتا ہے اس کی سمجھ میں حق آتا ہے یا باطل؟ بینوا توجروا۔

مؤلف درسِ توحید کا علمی شاہکار

فرماتے ہیں: "آپ کا گھر سے بے گھر ہونا، وطن سے بے وطن ہونا، اور دندانِ مبارک شہید ہونا، پیشانی مبارک زخمی ہونا، جسم اطہر کا سنگ باری سے لہولہان ہونا، ساحر، کاہن، کاذب، صابی، مجنوں وغیرہ کا لقب پانا، کفار کا سبّ و شتم، لعن طعن سے پیش آنا، آپ کو برادری سے باہر کیا جانا، لین دین، کھانا پینا، موقوف، شادی بیاہ، رشتہ ناطہ الگ، اور مارے بھوک کے پیٹ پر پتھر باندھنا، اس بات کی روشن دلیل ہے کہ آپ کو کوئی قدرت نہ تھی۔" (معاذ اللہ)

"اسی طرح امام حسین کی آنکھوں کے سامنے دریائے فرات بہ رہا تھا گھوڑے گدھے خچر اونٹ تک سیراب ہو رہے تھے مگر آپ کا سارا کنبہ تین روز سے پیاسا پانی کی ایک

ایک بوند کو ترس رہا تھا۔ پھر آپ کو اور آپ کے بھائیوں، بھتیجوں، بھانجوں، بیٹوں کو برچھیوں تیروں اور تلواروں سے چھلنی کیا گیا۔ آپ اپنے بچہ کو پیش کر کے مخالفوں کو رحم دلاتے ہیں کہ ہم نے تمہارا کچھ بگاڑا ہو گا، اس بچے نے کیا بگاڑا ہے۔ مگر ایک بے رحم کا تیر بچہ کو لگتا ہے اور بچہ باپ کی گود میں سانس توڑ دیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام حسین کو کوئی قدرت نہ تھی۔ کیونکہ قدرت کا طلادہ ہے جو کسی دشمن سے نہ دبے، وہ اگر خدا کے سوا کسی اور میں ہو سکتی تو امام حسین اپنے دشمن کے مقابلے میں کبھی عاجز نہ ہوتے" (نعوذ باللہ من ذالک)

یہ ہے درس توحید کے مؤلف کا وہ علمی شاہکار جس کو انھوں نے بڑے زور شور سے پیش کیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں عبارتوں میں حضور ﷺ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی صریح توہین ہے۔ کیونکہ جہاں ان کی عدم قدرت اور عاجزی ثابت کی گئی ہے وہاں کفار اور یزیدوں کی قدرت ثابت کی گئی ہے۔ جبھی تو انھوں نے ایسا کیا۔ چونکہ ان کو قدرت تھی وہ غالب آ گئے اور اِن کو قدرت نہ تھی یہ عاجز ہو گئے (معاذ اللہ) ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

سردست درس توحید کے مؤلف اور مصدق حضرات سے چند سوالات ہیں:

اللہ تعالٰی فرماتا ہے اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا بے شک ہم اپنے رسولوں کی ضرور مدد کرتے ہیں تو بتایئے حضور ﷺ اللہ کے برحق رسول ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں اور بلاشبہ ہیں تو پھر کفار کے مقابلے میں اللہ تعالٰی نے ان کی مدد کی یا نہیں کی؟ اگر کہو نہیں کی تو اللہ تعالٰی اور اس کے کلام کی تکذیب لازم آتی ہے (معاذ اللہ) اگر کہو کہ کی تو پھر بتاؤ کہ اللہ تعالٰی جو تمام قدرتوں کا مالک ہے اس کی مدد کے ہوتے ہوئے کفار اتنی اذیتیں پہنچانے میں کیسے کامیاب ہوئے؟ اگر حضور ﷺ کو کوئی قدرت حاصل نہ تھی تو اللہ تعالٰی تو ہر چیز پر قادر تھا، پھر ایسا کیوں ہوا؟

نیز کفار نے انبیاء کرام علیہم السلام کو ناحق شہید کیا۔ کما قال اللہ تعالٰی وَقَتْلَهُمُ الْاَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ (قرآن پ ۴) جب اللہ تعالٰی جو تمام قدرتوں کا حقیقی مالک ہے ان کا مددگار تھا تو پھر دشمن ان کو ظلم و ستم کے ساتھ شہید کرنے میں کیسے کامیاب ہو گئے؟

نیز وُہ فرماتا ہے :

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ (قرآن ۲۱) اور مومنوں کی مدد کرنا ہمارا حق ہے تو بتایئے حضرت حسین رض کامل مومن ہیں یا نہیں ؟ ہیں اور ضرور ہیں تو پھر اللہ نے ان کی مدد کی یا نہیں کی ؟ اگر کہو کہ نہیں کی تو اللہ تعالےٰ اور قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے اور اگر کہو کہ کی تو پھر بتاؤ اللہ جو تمام قدرتوں کا مالک اور سب پر غالب ہے اس کی مدد کے ہوتے ہوئے یزیدی پانی بند کرنے اور شہید کرنے میں کیسے کامیاب ہو گئے ؟ اب لطف تو تب ہے کہ جب درسِ توحید کے مؤلف مصدق حضرات ان انبیاء و اولیاء کی قدرت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالےٰ کی مدد کا بھی انکار کر دیں تا کہ بالکل ہی ایمان کا صفایا ہو جائے ' ورنہ ان کو ثابت کرنا پڑے گا کہ جب اللہ تعالےٰ کی مدد ان کے شاملِ حال تھی تو وہ سب کچھ کیوں ہوا جو انہوں نے لکھا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :

فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ (قرآن) بلاشبہ اللہ کی جماعت ہی غالب ہے۔

تو بتایئے کہ حضور ﷺ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی جماعت حزب اللہ تھی یا نہیں ؟ تھی اور یقیناً تھی تو پھر غالب ہوتے ہوئے وُہ سب کچھ ان کے ساتھ کیوں ہُوا ؟

درسِ توحید کا مؤلف

اصل حقیقت کو سمجھا ہی نہیں ۔ کیونکہ اس کے نزدیک ظلم و ستم کا نام فتح و غلبہ ہے اور خداداد قدرت و طاقت کے ساتھ ایمان و اسلام اور حق و صداقت پر عزیمت کے ساتھ قائم و ثابت رہتے ہوئے جان و مال اور اولاد تک قربان کر دینا عاجزی ہے ۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ (قرآن ۲۶) اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے پاؤں (حق) پر ثابت

کرے گا۔

ربِّ مصطفیٰ کی قسم

جو ظلم و ستم اور گناہ کے ساتھ فتح و غلبہ حاصل کرتا ہے حقیقتہً وہ فتح سے محروم ہے اور حقیقتہً وہ مغلوب ہے۔ فاتح و غالب وہ ہے جو ظلم و ستم اور گناہ کے خلاف عدل و انصاف اور نیکی کا علم بلند کرتا ہے اور دشمن کے سامنے سینہ تان کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ دشمن کی بے پناہ قوت و طاقت اس کے عزم و استقلال سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتی ہے اور وہ اپنے عمل سے ثابت کر دیتا ہے کہ دنیا کی کوئی طاغوتی طاقت اس کے ہاتھ سے اس کے ایمان کو نہیں چھین سکتی۔ یہاں تک کہ وہ ظلم و ستم کے ہاتھوں شہید ہو جاتا ہے۔ خدا کی قسم یہ عاجزی نہیں ہے یہ شکست نہیں ہے۔ یہ بہت بڑی قدرت و طاقت کی دلیل ہے۔ یہ بہت بڑی فتح و کامیابی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی موت بھی زندگی ہے۔

ارشادِ باری ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ۔	جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے گئے ان کو مردہ گمان بھی نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے نزدیک رزق دیئے جاتے ہیں اور بڑے مسرور ہیں اس پر جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے۔

خدا کی قسم یہ اللہ والے خداداد قدرت و طاقت سے عالم کو زیر و زبر کر سکتے ہیں۔ مگر کرتے نہیں۔ نہ کرنا اور ہے اور نہ کر سکنا اور ہے۔ یہ باوجود قدرت و طاقت کے تکلیفیں اٹھاتے اور مشقتیں برداشت کرتے ہیں تاکہ دوسروں کے لیے نمونہ بنیں اور ان کے مقدس احوال آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ کا کام دیں اور ان کا صبر و ثبات بے صبروں کے لیے سہارا ثابت ہو۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

آخر میں دیوبندی مکتبۂ فکر سے تعلق رکھنے والے حضرات کی خدمت میں التماس ہے کہ

نہایت اطمینان اور ٹھنڈے دل سے ان چند صفحات کا بغور مطالعہ کریں اور پھر سوچیں اور بتائیں کہ جن باتوں کی بناء پر آپ دن رات مسلمانوں کو مشرک و بدعتی کہتے رہتے ہیں وہی باتیں آپ کے اکابر سے صراحتہً ثابت ہیں یا نہیں ؟ اور وہ بھی اس شرک و بدعت میں مبتلا نظر آتے ہیں یا نہیں ؟

تو کیا یہ انصاف ہے کہ ایک بات آپ کا کوئی بزرگ کوئی عزیز کرے تو وہ آپ کے نزدیک مومن مسلمان اور اہلِ حق ہی رہے اور اسی بات کو کوئی اور مسلمان کرے تو وہ آپ کے نزدیک مشرک بدعتی اور اہل باطل ہو جائے ؟ آخر ایسا کیوں ہے ؟ وجہ تفریق کیا ہے ؟

یا تو آپ اپنے ان اکابر کو بھی مشرک بدعتی اور اہل باطل کہیں یا پھر ازراہ کرم عدل و انصاف کا مظاہرہ کرتے ہوئے دوسرے سچے مسلمانوں کو مشرک و بدعتی اور اہل باطل وغیرہ کہنا چھوڑ دیں۔ اُمید ہے خدا کا خوف رکھنے والے انصاف پسند حضرات ضرور غور کریں گے۔ اور باہمی اتحاد و اتفاق کا سبب بنیں گے۔ جس کی اس دور میں اشد ضرورت ہے۔ وما علینا الا البلاغ

آخر میں قارئین حضرات کی خدمت میں چند آیات قرآنی پیش کرتا ہوں جن میں غور و فکر کرنے سے تمام اختلافی مسائل کا حل خود بخود سامنے آ جائے گا۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ

۱۔ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ — ۱۔ بے شک اللہ لوگوں پر بڑا مشفق و مہربان ہے

۲۔ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا — ۲۔ اور وہ مومنوں پر بڑا مہربان ہے۔

ان دو آیتوں سے اللہ تعالےٰ کا رؤف اور رحیم ہونا ثابت ہُوا۔

۳۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ — ۳۔ بیشک تمہارے پاس تم میں سے وہ رسول آیا جس پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہارا بڑا خیر خواہ مومنوں پر بڑا شفیق و رحیم ہے۔

اس تیسری آیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رؤف اور رحیم ہونا ثابت ہُوا۔

۴۔ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا — ۴۔ اللہ ولی ہے۔ ایمان والوں کا

۵۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا — ۵۔ تمہارا ولی ہے اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے۔

ایک آیت سے اللہ تعالےٰ کا ولی ہونا اور دوسری آیت سے اللہ تعالےٰ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ اور ایمان والوں کا بھی ولی ہونا ثابت ہوا۔

۶۔ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۱۸/۱۲

۶۔ اور اللہ تعالےٰ جسے چاہے سیدھی راہ دکھائے۔

۷۔ وَاِنَّکَ لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

۷۔ اور بے شک (اے محبوب) تم ضرور سیدھی راہ دکھاتے ہو۔

ایک آیت سے اللہ کا ہادیٔ صراط مستقیم ہونا اور دوسری آیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صراط مستقیم کا ہادی ہونا ثابت ہے۔

۸۔ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ۳/۲

۸۔ اللہ مددگار ہے ایمان والوں کا وہ ان کو ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے۔

۹۔ کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ اِلَیْکَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ۱۳/۱۳

۹۔ ایک کتاب ہے جو ہم نے تمہاری طرف اتاری کہ (اے حبیب) تم لوگوں کو ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لاؤ۔

ایک آیت سے اللہ کا ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لانا اور دوسری آیت سے حضور ﷺ کا ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لانا ثابت ہوا۔

۱۰۔ فَاِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا ۵/۱۶

۱۰۔ بے شک عزت تو سب کی سب اللہ کے لیے ہے۔

۱۱۔ وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ ۲۸/۱۳

۱۱۔ اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کے لیے ہے۔

ایک آیت سے ساری عزت اللہ کے لیے ہونا اور دوسری آیت سے اللہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ اور مومنوں کے لیے بھی عزت کا ہونا ثابت ہوا۔

۱۲۔ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یُزَکِّیْ مَنْ یَّشَآءُ ۱۸/۸

۱۲۔ ولیکن اللہ پاک کرتا ہے جس کو چاہے۔

۱۳۔ وَیُزَکِّیْھِمْ۔

۱۳۔ اور رسول ان کو پاک کرتا ہے۔

ایک آیت سے اللہ کا مزکی ہونا اور دوسری آیت سے حضور ﷺ کا مزکی ہونا ثابت ہے۔

۱۴۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ ۱۰/۱۲

۱۴۔ اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور اس کے رسول نے اُن کو دیا تھا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دے گا ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول بھی۔

اس آیت سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے رسول کا بھی معطی ہونا ثابت ہوا۔ دیکھیے۔ اٰتٰی (دیا) اور یُؤْتِیْ (دے گا) کا فاعل اللہ بھی ہے اور اس کا رسول بھی۔

۱۵۔ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۱۰/۱۵

۱۵۔ اور نہیں بُرا جانا انھوں نے مگر یہ کہ غنی کردیا اور ان کو اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ بھی غنی کرتا ہے اور اس کے رسول بھی۔ اَغْنٰی کا فاعل اللہ بھی ہے اور اس کا رسول بھی۔

۱۶۔ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ ۲۲/۲

۱۶۔ جس پر اللہ نے انعام کیا اور (اے محبوب) تم نے انعام کیا۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ بھی انعام کرتا ہے اور حضور ﷺ بھی۔

۱۷۔ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا ۲۴/۱

۱۷۔ اللہ قبض کرتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت۔

۱۸۔ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ۲۱/۱۴

۱۸۔ (اے نبی) فرما دیجیے کہ تمھاری جانوں کو ملک الموت قبض کرتا ہے جو تم پر مقرر کیا گیا ہے

ایک آیت سے اللہ کا متوفی الانفس ہونا اور دوسری سے ملک الموت کا متوفی الانفس ہونا ثابت ہوا۔

۱۹۔ وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ

۱۹۔ اور بے شک لوط رسولوں میں سے

اِذْ نَجَّیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ ۝

ہے جس وقت ہم نے اس کو اور اس کے سب گھر والوں کو بچایا۔

۲۰۔ فَاَنْجَیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۝

۲۰۔ تو ہم نے لوط اور اس کے اہل کو سوا اُس کی عورت کے بچایا۔

۲۱۔ وَ لَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَاۤ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰىۙ قَالُوْۤا اِنَّا مُهْلِكُوْۤا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْیَةِۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِیْنَ قَالَ اِنَّ فِیْهَا لُوْطًاؕ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِیْهَا لَنُنَجِّیَنَّهٗ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۝

۲۱۔ اور جب ہمارے فرشتے ابراہیمؑ کے پاس مژدہ لے کر آئے بولے ہم ضرور اس شہر والوں کو ہلاک کریں گے کیونکہ اس شہر کے بسنے والے ظالم ہیں (ابراہیمؑ نے) کہا اس میں لوطؑ بھی ہیں فرشتے بولے ہمیں خوب معلوم ہے جو کوئی اس میں ہے تو ہم لوط اور اس کے گھر والوں کو سوائے اس کی عورت کے ضرور بچائیں گے۔

پہلی دو آیتوں سے ثابت ہوا کر لوطؑ اور اس کے گھر والوں کو سوائے اس کی عورت کے اللہ نے بچایا اور تیسری آیت سے ثابت ہوا کر فرشتوں نے بچایا۔

یہ چند آیات بطور نمونہ ہدیۂ قارئین ہیں۔ قارئین کرام ان سے بخوبی اندازہ لگالیں گے کہ جن اوصاف و کمالات اور افعال کی نسبت اللہ کی طرف ہوتی ہے انہیں کی نسبت حضور ﷺ کی طرف اور ملائکہ کی طرف ہوتی ہے یعنی یہ صراحتہً ثابت ہوا ہے کہ اللہ بھی روف رحیم اور حضور بھی روف رحیم۔ اللہ بھی مومنوں کا ولی اور حضور بھی مومنوں کے ولی۔ اللہ بھی ہادی اور حضور بھی ہادی۔ اللہ بھی ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لانے والا اور حضور بھی ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لانے والے۔ اللہ بھی عزت والا اور حضور بھی عزت والے۔ اللہ بھی پاک کرنے والا اور حضور بھی پاک کرنے والے۔ اللہ بھی عطا کرنے والا اور حضور بھی عطا کرنے والے۔ اللہ بھی غنی کرنے والا اور حضور بھی غنی کرنے والے۔ اللہ بھی انعام کرنے والا اور حضور بھی انعام کرنے والے۔ اللہ بھی وفات دینے والا اور عزرائیل بھی وفات دینے والے۔ اللہ بھی بچانے والا اور ملائکہ بھی بچانے والے۔

http://www.alahazrat.net

توکیا یہ شرک ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔ اس کے تمام اوصاف و کمالات اور اختیارات ذاتی، قدیم، غیر مخلوق اور لامحدود ہیں اور حضور ﷺ اور ملائکہ بلکہ تمام مخلوق کے اوصاف و کمالات اور اختیارات اللہ کے عطا کئے ہوئے، مخلوق و حادث اور محدود ہیں۔ لہٰذا شرک کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا شرک تو تب ہے جب حضور ﷺ یا ملائکہ یا کسی مخلوق کو یا ان کے کمالات وغیرہ کو غیر مخلوق، ذاتی، قدیم اور لامحدود سمجھے اور اللہ کے برابر جانے۔ کیا ذاتی اور عطائی، قدیم اور حادث، غیر مخلوق اور مخلوق، لامحدود اور محدود برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں! جب برابری نہیں تو شرک بھی نہیں۔ معلوم ہوا کہ صرف الفاظ کے اطلاق سے شرک نہیں ہو جاتا۔

اگر کوئی یہ کہے کہ مشرکین عرب بھی بتوں کو اللہ کے برابر نہیں سمجھتے تھے۔ پھر بھی اللہ نے ان کو مشرک کہا تو میں کہوں گا کہ بلاشبہ وہ بتوں کو اللہ کے برابر سمجھتے تھے۔ کیونکہ وہ قیامت کے دن اس کا اعتراف کرتے ہوئے کہیں گے۔

تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ اِذْ نُسَوِّیْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۱۹/۸	خدا کی قسم ہم کھلی گمراہی میں تھے جب کہ ہم تمہیں رب العالمین کے برابر قرار دیتے تھے۔

نیز وہ بتوں کو مستحق عبادت سمجھ کر ان کی عبادت کرتے تھے اور کسی کو اللہ کے سوا مستحق عبادت سمجھنا یہ شرک ہے۔

چنانچہ اسی ذاتی اور عطائی، قدیم اور حادث، غیر مخلوق اور مخلوق، لامحدود اور محدود کے عقیدہ و نظریہ کے پیش نظر حسب ذیل آیات میں غور فرمائیے۔

۱۔ لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۲۰/۲۱	جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہے کوئی اللہ کے سوا غیب نہیں جانتا۔
۲۔ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ ۲۹/۱۲	غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسول کے۔
۳۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَكُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ	اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ (اس کے لیے)

مَنْ يَّشَاءُ ؕ — چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے

۴- وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ؕ — اور وہ رسول غیب کے بتانے میں بخیل نہیں۔

ایک آیت میں علم غیب کی غیر کے لیے نفی ہے اور تین آیتوں میں اثبات ہے تو نفی بھی حق اور اثبات بھی حق۔ نفی ہے علم غیب ذاتی کی یعنی بغیر عطائے الٰہی کوئی نہیں جانتا اور اثبات ہے علم غیب عطائی کا یعنی اللہ تعالےٰ کے عطا کرنے سے اس کے پسندیدہ رسول جانتے ہیں۔

۵- قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ؕ — کہہ دیجیے شفاعت تو سب اللہ کے ہاتھ میں ہے

۶- مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ؕ — اللہ کے سوا تمہارا کوئی ولی اور شفیع نہیں۔

۷- لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ؕ — وہ شفاعت کے مالک نہیں مگر وہ جس نے رحمٰن سے عہد لے لیا ہے۔

۸- يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ؕ — قیامت کے دن کسی کی شفاعت نفع نہ دے گی مگر اس کی جسے رحمٰن نے اذن دے دیا اور جس کی بات پسند فرمائی ہے۔

۹- فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ؕ — کافروں کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت نفع نہ دے گی۔

پہلی دو آیتوں میں شفاعت کی نفی ہے اور دوسری تین آیتوں میں اثبات ہے تو نفی بھی حق ہے اور اثبات بھی حق۔ نفی ہے شفاعت ذاتی کی یعنی ذاتی طور پر کوئی مالک نہیں اور اثبات ہے شفاعت عطائی کا یعنی اللہ تعالےٰ کے اذن اور اس کی عطا سے اس کے رسول مقبول ﷺ اور اس کے دیگر مقبول بندے شفاعت کے مالک ہیں۔

۱۰- قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ — کہہ دیجیے میں اپنی جان کے نفع و نقصان کا خود مالک نہیں مگر جو چاہے اللہ۔

درس توحید کا مؤلف اور اس کے ہم خیال اسی آیت سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں

کہ اللہ کے سوا کوئی نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ حالانکہ اس کا مطلب بھی وہی ہے۔ یعنی ذاتی طور پر کوئی نفع و نقصان پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتا۔ عطائی طور پر رکھتے ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو۔

۱۱۔ وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ
اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو نفع دیتا ہے۔

۱۲۔ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ
اور ہم نے لوہا اتارا اس میں سخت قوت ہے اور لوگوں کے لیے نفعے ہیں۔

۱۳۔ وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ
اور ان چوپایوں میں تمہارے لیے بہت سے منافع ہیں۔

۱۴۔ يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ
اس دن سچوں کو ان کا سچ نفع پہنچائے گا۔

۱۵۔ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا۔
قیامت کے دن کسی کی شفاعت نفع نہ دے گی مگر اس کی شفاعت نفع دے گی (جسے رحمٰن نے اذن دے دیا اور جس کی بات پسند فرمائی۔

۱۶۔ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ
کافروں کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت نفع نہ دے گی (مومنوں کو دے گی)

۱۷۔ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ
اور وہ (جادو) سیکھتے ہیں جو انھیں نقصان پہنچائے گا اور نفع نہ دے گا۔

پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سی اشیاء میں نفع اور نقصان پہنچانے کی قدرت و تاثیر رکھی ہے۔ لہٰذا اس کے مقبول اور پاک بندوں میں بھی نفع و برکت پہنچانے اور مردود و ملعون شیطان اور اس کے چیلوں میں نقصان پہنچانے کی قدرت و تاثیر ہے۔

وما علینا الا البلاغ

ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار یا عزیز یا غفار بحرمۃ سید الابرار والنبی المختار صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہ الاطہار واصحابہ الاخیار اٰمین ثم اٰمین یا ربنا یا غفار۔

بندہ! محمد شفیع الخطیب الاوکاڑوی غفرلہ کراچی